

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

آیت ۹۲

نیکی کا مظہر اول... محبوب شے کا انفاق

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ	تم ہر گز نہیں پہنچ سکتے نیکی کو
حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ	یہاں تک کہ تم خرچ کرو اُس میں سے جو تم پسند کرتے ہو
وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ	اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو کسی چیز میں سے
فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿۹۲﴾	تو بلاشبہ اللہ اُسے خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت میں رہنمائی دی گئی کہ نیکی کی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ ہے اپنی محبوب شے کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دینا۔ یہود کے علماء سوء نے نیکی کا محدود تصور لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا تھا۔ وہ چند ظاہری اور نمائشی نیکیوں کے نیچے تنگ دلی، حرص، بخل، حق پوشی اور حق فروشی کے عیوب چھپائے ہوئے تھے اور لوگ انہیں نیک سمجھتے تھے۔ ارشاد ہوا کہ نیکی کی اصل روح ہے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت۔ ایسی محبت کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا تصور بھی نہ کرے اور اُسے رضائے الہی کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی چیز عزیز تر نہ ہو۔ جس چیز کی محبت بھی آدمی کے دل پر اتنی غالب آجائے کہ وہ اُسے اللہ تعالیٰ کی محبت پر قربان نہ کر سکتا ہو، بس وہی بت ہے اور جب تک اُس بت کو آدمی توڑ نہ دے، نیکی کے دروازے اُس پر بند ہیں۔ ساتھ ہی واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر فعل سے واقف ہے لہذا دکھاوا کر کے نیکی کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

آیات ۹۳ تا ۹۵

من گھڑت بات، اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا ظلم ہے

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلالًا لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ	تمام ہی کھانے حلال تھے بنی اسرائیل کے لیے
---	---

إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَءِيلَ عَلَى نَفْسِهِ	سوائے اُس کے جسے حرام کیا اسرائیل نے اپنے اوپر
مِنْ قَبْلِ أَنْ تُنْزَلَ التَّوْرَةُ ۖ	اس سے پہلے کہ نازل کی جاتی تورات
قُلْ فَاتَّبِعُوا بِالَّتَّوْرَةِ فَاتْلُوهَا	اے نبی! فرمائیے پس لاؤ تورات پھر پڑھو اُسے
إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۹۲﴾	اگر تم سچے ہو۔
فَمَنْ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ	تو جس نے گھڑا اللہ پر جھوٹ اس کے بعد
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۹۳﴾	پس وہ ہی لوگ ظالم ہیں۔
قُلْ صَدَقَ اللَّهُ ۚ	اے نبی! بتا دیجئے سچ فرمایا اللہ نے
فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۖ	پس پیروی کرو ابراہیمؑ کے راستے کی جو بالکل یکسو تھے
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹۴﴾	اور نہیں تھے وہ شرک کرنے والوں میں سے۔

ان آیات میں یہود کے ایک جھوٹے الزام کا جواب دیا جا رہا ہے۔ شریعت محمدی ﷺ میں اونٹ کا گوشت حلال قرار دیا گیا۔ یہ بنی اسرائیل کے لیے بھی حلال تھا۔ حضرت یعقوبؑ نے بوجہ اونٹ کا گوشت کھانا چھوڑ دیا تھا۔ بنی اسرائیل نے حضرت یعقوبؑ کی پیروی میں اونٹ کے گوشت کو ہی حرام قرار دے دیا۔ جب شریعت محمدی ﷺ میں اونٹ کے گوشت کو جائز قرار دیا گیا تو انہوں نے ایک طوفان اٹھا دیا کہ حرام شے کو حلال کیا جا رہا ہے۔ جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنی کتاب تورات سے دلیل لاؤ کہ کہاں اللہ نے اونٹ کا گوشت حرام قرار دیا ہے؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف خود ساختہ شریعت منسوب کریں گے وہی ظالم ہیں۔ بہتر ہے کہ بنی اسرائیل جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اور اپنے جد امجد حضرت ابراہیمؑ کی پیروی کریں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے فرمانبردار تھے اور اُس کے ساتھ کسی بھی قسم کا شرک کرنے والے نہ تھے۔

آیات ۹۶ تا ۹۷

عظمتِ کعبہ اور فرضیتِ حج

بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے	إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ
برکت والا اور ہدایت (کا مرکز) ہے تمام جہان والوں کے لیے۔	مُبَرَّكَاً وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾
اس میں واضح نشانیاں ہیں، مقام ابراہیمؑ ہے	فِيهِ أَيْتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ ج
اور جو داخل ہوا اس میں وہ ہو گیا محفوظ	وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ط
اور اللہ کے لیے لوگوں پر (فرض) ہے اس گھر کا حج کرنا	وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حُجُّ الْبَيْتِ
جو کوئی بھی استطاعت رکھتا ہو اس کی طرف راستہ (اختیار کرنے) کی	مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط
اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ تمام جہان والوں سے غنی ہے۔	وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٧﴾

یہودیوں کو اعتراض تھا کہ تم نے بیت المقدس کو چھوڑ کر کعبہ کو قبلہ کیوں بنایا، حالانکہ پچھلے تمام انبیاءؑ کا قبلہ بیت المقدس تھا۔ ان آیات میں آگاہ کیا گیا کہ کرہ ارضی پر پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے بنایا گیا وہ شہر مکہ میں واقع خانہ کعبہ ہے۔ بقول اقبال ے

دنیا کے بت کدوں میں، پہلا وہ گھر خدا کا

ہم اُس کے پاسباں ہیں، وہ ہے پاسباں ہمارا

خانہ کعبہ بڑی مادی و روحانی برکات کا حامل ہے۔ اس گھر کے طفیل لوگوں کے لئے رزق کے وسیع ذرائع پیدا ہوئے اور روحانی اعتبار سے ایسی بڑی بڑی نیکیوں کے مواقع میسر آئے جن کا اجر بھی کئی گنا زیادہ ملنے کی نوید ہے۔ عام مساجد کے مقابلہ میں یہاں کی نماز کا اجر ایک لاکھ گنا زیادہ ہے۔ یہ گھر تمام جہان والوں کے لئے ہدایت یعنی زندگی کے رخ کی تبدیلی کا ذریعہ ہے۔ اس گھر میں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی کئی نشانیاں ہیں اور خاص طور پر مقام ابراہیمؑ کے نام سے موسوم پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے اس گھر کی تعمیر نو کی تھی۔ اس گھر کے اطراف حدودِ حرم ہیں جہاں ہر طرح کا جنگ و جدال منع ہے۔ جو شخص بھی مال، صحت، امن و امان کے اعتبار سے اس قابل ہو کہ خانہ کعبہ آسکے، اُس پر اس گھر کا حج لازم ہے۔ جس شخص نے باوجود استطاعت کے اس گھر کا حج نہ کیا تو ایسا کرنا حقیقت کے اعتبار سے کفر ہے۔ حج و دیگر عبادات بندوں ہی کے لیے باعثِ خیر اور اجر و ثواب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو بندوں کی عبادت کی قطعاً کوئی حاجت نہیں۔

آیات ۹۸ تا ۹۹

اہل کتاب کی اسلام دشمنی

قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ	اے نبی! فرمائیے اے اہل کتاب!
لِمَ تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۖ	کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیات کا
وَاللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ﴿۹۸﴾	حالانکہ اللہ گواہ ہے اُس پر جو تم کرتے ہو۔
قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ	فرمائیے اے اہل کتاب!
لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَنۢ أَمَنَ	کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اُسے جو ایمان لا چکا
تَبْغُونَهَا عِوَجًا	تم تلاش کرتے ہو اللہ کی راہ میں عیب
وَأَنتُمْ شُهَدَاءُ	حالانکہ تم (اس کے برحق ہونے کے) گواہ ہو

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۹۹﴾

اور نہیں ہے اللہ بے خبر اُس سے جو عمل تم کر رہے ہو۔

ان آیات میں اہل کتاب خصوصاً یہود کے اسلام کے خلاف خبیث باطن کا ذکر ہے۔ یہود اسلام قبول کرنے والوں کو طرح طرح کے شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ جھوٹ بولتے کہ محمد ﷺ وہ نبی نہیں ہیں جن کی بشارت ہماری کتابوں میں دی گئی ہے۔ اگر یہ وہی نبی ہوتے تو قبلہ کیوں تبدیل کرتے حالانکہ سب انبیاء کا قبلہ بیت المقدس رہا ہے۔ اُونٹ کے گوشت کو کیوں حلال کرتے جو ہماری شریعت میں حرام ہے۔ ان آیات میں یہود کو ملامت کی گئی کہ کیوں اللہ تعالیٰ کی آیات کو برحق جانتے ہوئے بھی اُن کا انکار کر رہے ہو؟ کیوں دین اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کرتے ہو اور لوگوں کو اس کی طرف آنے سے روکتے ہو جبکہ تم جانتے ہو کہ یہی دین حق ہے؟ اللہ تعالیٰ تمہارے ان کر تو توں سے واقف ہے۔ اگر تم باز نہ آئے تو برے انجام سے دوچار ہو گے۔

آیات ۱۰۰ تا ۱۰۱

اہل کتاب کی مسلمانوں سے دشمنی

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِنْ تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ	اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا اُن لوگوں میں سے جنہیں دی گئی کتاب
يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرِينَ ﴿۱۰۰﴾	وہ بنا دیں گے تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر۔
وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ	اور تم کیسے کفر کرو گے
وَأَنْتُمْ تُثَلِّىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ	حالانکہ تلاوت کی جاتی ہیں تم پر اللہ کی آیات
وَفِيكُمْ رَسُولُهُ	اور تمہارے درمیان اُس کے رسول موجود ہیں

وَمَنْ يَعْصِمْ بِاللّٰهِ	اور جو کوئی چمٹ گیا اللہ سے
فَقَدْ هَدَىٰ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿١٠٦﴾	تو یقیناً اسے ہدایت دے دی گئی سیدھے راستہ کی۔

یہ آیات اہل ایمان کو آگاہ کر رہی ہیں کہ اہل کتاب کا ایک گروہ اسلام دشمنی کی آخری حد تک پہنچ چکا ہے۔ وہ خود تو گمراہ ہے، اب دوسروں کو بھی گمراہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر تم نے اُس کی بات مانی تو وہ تمہیں ایمان کی پونجی سے محروم کر کے کافر بنا دے گا۔ ذرا سوچو تم کیسے کفر کرو گے جبکہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول ﷺ موجود ہیں جو تمہیں اُس کی آیات سنارہے ہیں؟ خوش نصیب ہے وہ جو اللہ کے کلام سے چمٹ جائے۔ ایسے ہی لوگ ہدایت کی نعمت سے سرفراز ہوتے ہیں۔

آیات ۱۰۲ تا ۱۰۴

فوز و فلاح کے لیے سہ نکاتی لائحہ عمل

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ	بچو اللہ کی نافرمانی سے جیسا اُس کی نافرمانی سے بچنے کا حق ہے
وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٣﴾	اور ہر گز نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم فرمانبردار ہو۔
وَأَعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا	اور مضبوطی سے پکڑ لو اللہ کی رسی کو سب مل کر
وَلَا تَفَرَّقُوا ۖ	اور جدا جدا نہ ہو
وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً	اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو اپنے اوپر جب تم دشمن تھے
فَأَلْفَ بَيْنٍ قُلُوبِكُمْ	تو اللہ نے الفت ڈال دی تمہارے دلوں میں

فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۚ	پھر تم ہو گئے اُس کی نعمت سے بھائی بھائی
وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ	اور تم تھے آگ کے گڑھے کے کنارے پر
فَأَنْقَذَكُم مِّنْهَا	پس اللہ نے بچالیا تمہیں اُس سے
كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ	اسی طرح سے واضح فرماتا ہے اللہ تمہارے لیے اپنی آیات
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۳﴾	تاکہ تم ہدایت حاصل کرو۔
وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ	اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو جو بلائے خیر کی طرف
وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ	اور حکم دے نیکی کا
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ	اور روکے برائی سے
وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۴﴾	اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

ان آیات میں اہل ایمان کو فوز و فلاح کے حصول کے لیے ایک سہ نکاتی لائحہ عمل دیا گیا ہے:

- i- ہر فرد اپنی انفرادی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ایسے بچے جیسے کہ اُس کی نافرمانی سے بچنے کا حق ہے یعنی زندگی کے ہر گوشے میں اُس کی اطاعت کرے۔ زندگی کے ہر لمحہ میں اس طرح محتاط رہے کہ اُسے موت نہ آئے مگر حالتِ فرمانبرداری میں۔

- i- اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی رسی یعنی قرآن کی بنیاد پر باہم متحد ہو کر ایک حزب اللہ بنائیں اور باہم تفرقہ سے بچیں۔ طے کر لیں کہ قرآن کریم کا پڑھنا، سمجھنا، اُس کے انفرادی احکامات پر عمل کرنا، اُس کے اجتماعی احکامات کے نفاذ کی کوشش کرنا اور اُس کی تعلیمات کو عام کرنا ہی ہمارا مشترکہ مشن ہے۔
- iii- قرآن کی بنیاد پر قائم ہونے والی حزب اللہ اب لوگوں کو قرآن سے جوڑنے کی کوشش کرے، ہر نیکی کو عام کرے اور ہر برائی کو روکنے کی جدوجہد کرے۔ آخر میں خوشخبری دی گئی کہ اس سہ نکاتی لائحہ عمل پر چلنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔

آیات ۱۰۵ تا ۱۰۹

روزِ قیامت کچھ چہرے روشن اور کچھ چہرے سیاہ ہوں گے

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا	اور نہ ہو جانا اُن کی طرح جو جدا جدا ہو گئے
وَاخْتَلَفُوا	اور انہوں نے اختلاف کیا
مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ^ط	اس کے بعد کہ آچکی تھیں اُن کے پاس واضح تعلیمات
وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ^{١٠٥}	اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ ^ج	اُس دن روشن ہوں گے کچھ چہرے اور سیاہ ہوں گے کچھ چہرے
فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ ^ق	تو وہ کہ سیاہ ہوں گے جن کے چہرے
اَكْفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ	(انہیں کہا جائے گا) کیا تم نے کفر کیا اپنے ایمان کے بعد؟
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ^{١٠٦}	تو چکھو عذاب اس وجہ سے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ	اور وہ کہ روشن ہوں گے جن کے چہرے
فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ ط	تو وہ ہوں گے اللہ کی رحمت میں
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۰۷﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔
تِلْكَ آيَةُ اللَّهِ تَنْوِيهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ط	یہ ہیں اللہ کی آیات، ہم تلاوت کرتے ہیں جنہیں آپؐ پر حق کے ساتھ
وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ﴿۱۰۸﴾	اور اللہ نہیں چاہتا کوئی ظلم جہان والوں پر۔
وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿۱۰۹﴾	اور اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے تمام معاملات۔

۸

یہ آیات خبردار کر رہی ہیں کہ جو لوگ امتِ مسلمہ میں اختلاف و انتشار پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہوگا۔ روزِ قیامت انسانوں کے اعمال کا نتیجہ اُن کے چہروں پر ظاہر ہوگا۔ سیاہ کر تو توں کی وجہ سے جن کے چہرے سیاہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ اُنہیں ملامت فرمائے گا کہ تم نے ایمان لانے کے بعد امت میں انتشار پیدا کیا اور ہمارے بتائے ہوئے لائحہ عمل کو اختیار نہیں کیا۔ نیک لوگوں کے چہرے روشن ہوں گے اور وہ دائمی نعمتوں سے لطف اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دنیا والوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا لہذا اُس نے تو اپنے رسول بھیج کر اور کتابیں نازل کر کے لوگوں کو سیدھا راستہ بتا دیا ہے اور اس بات سے آگاہ کر دیا ہے کہ وہ آخرت میں کن امور کی باز پرس کرنے والا ہے۔ اس کے باوجود جو لوگ ہدایت کی راہ اختیار نہ کریں یا اپنے غلط طرز عمل سے باز نہ آئیں تو وہ اپنے آپ پر خود ظلم کرنے والے ہیں۔

آیت ۱۱۰

مقصدِ امت... امر بالمعروف و نہی عن المنکر

کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ	(مسلمانو!) تم بہترین امت ہو جسے بھیجا گیا ہے لوگوں (کی رہنمائی) کے لیے
تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ	تم حکم دیتے ہو نیکی کا
وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکتے ہو برائی سے
وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط	اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر
وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ	اور اگر ایمان لے آتے اہل کتاب
لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ط	یقیناً بہتر ہوتا ان کے لیے
مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ	ان میں سے کچھ مومن ہیں
وَ أَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ۝۱۰	اور ان کے اکثر نافرمان ہیں۔

یہ آیت اس اعتبار سے انتہائی اہم ہے کہ ہمیں امتِ مسلمہ کے مقصد سے آگاہ کر رہی ہے۔ امتِ مسلمہ کا دنیا میں کام ہی یہ ہے کہ وہ نیکیوں کی دعوت دے، برائیوں سے روکے اور اللہ تعالیٰ پر پختہ ایمان رکھتے ہوئے ہر طرح کے شرک سے اجتناب کرے۔ بقولِ اقبال ۷

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترانام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے؟

اگر امت اپنا مقصد پورا نہیں کرتی تو اس کی فضیلت ختم ہو جائے گی اور اندیشہ ہے کہ عذاب الہی سے دوچار ہوگی۔ ترمذی شریف میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُوشِكَنَّ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ، ثُمَّ تَدْعُوهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ۔

"قسم ہے اُس ہستی کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور حکم دیتے رہو گے نیکی کا اور روکتے رہو گے برائی سے ورنہ اندیشہ ہے کہ اللہ تم پر بھیجے گا اپنی طرف سے عذاب پھر تم اُسے پکارو گے لیکن تمہاری پکار کا جواب نہیں دیا جائے گا۔"

آیت کے آخر میں فرمایا کہ یہ ذمہ داری اس سے قبل اہل کتاب کی تھی۔ اُن میں سے چند ہی نے یہ ذمہ داری نبھائی اور اُن کی اکثریت اللہ تعالیٰ کی نافرمان رہی۔

آیات ۱۱ تا ۱۲

امت ذلیل و رسوا کیوں ہوتی ہے؟

ہر گز نہیں نقصان پہنچا سکتے اہل کتاب تمہیں مگر کچھ اذیت	لَنْ يَضُرُّكُمْ إِلَّا أَذًى ط
اور اگر وہ لڑیں گے تم سے	وَإِنْ يُقَاتِلُواكُمْ
پھیر دیں گے تمہارے سامنے پیٹھیں	يُؤْلُواكُمْ الْأَدْبَارَ ق
پھر اُن کی مدد نہیں کی جائے گی۔	ثُمَّ لَا يُنْصَرُونَ ۝
تھوپ دی گئی ہے اُن پر ذلت جہاں کہیں وہ پائے جائیں	صُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثَقِفُوا
سوائے کسی سہارے کے اللہ کی طرف سے	إِلَّا بِحَبْلِ مِنَ اللَّهِ

وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ	اور کسی سہارے کے لوگوں کی طرف سے
وَبَاءٌ وَيَغْضَبُ مِّنَ اللَّهِ	اور وہ لوٹے ایک غضب کے ساتھ اللہ کی طرف سے
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ^ط	اور تھوپ دی گئی اُن پر محتاجی
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ	اس لیے کہ وہ انکار کیا کرتے تھے اللہ کی آیات کا
وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقِّ ^ط	اور قتل کرتے تھے انبیاء کو ناحق
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ^ق	اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے گزرتے تھے۔

ان آیات میں اہل کتاب کی ذلت و رسوائی کا سبب بیان کیا گیا۔ اہل کتاب نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرنے سے گریز کیا اور دنیا داری کے فتنہ میں پڑ گئے۔ اب وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں لگے ہوئے ہیں۔ البتہ وہ دین حق اور اہل حق کو مٹا نہیں سکتے۔ جب بھی مقابلہ پر آئیں گے، آخر کار منہ کی کھائیں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و رحمت سے محروم ہیں۔ دنیا میں ہر جگہ اُن پر ذلت و رسوائی تھوپ دی گئی ہے سوائے اس کے اللہ تعالیٰ ہی کہیں رعایت کر دے یا دوسرے لوگ انہیں سہارا دے دیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ہوئے اور تباہی اُن کا مقدر بن گئی۔ یہ سزا ہے اُن کے ان جرائم کی کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرتے رہے، انبیاء کرام کو ناحق شہید کرتے رہے، اللہ کی نافرمانیاں کرتے رہے اور سرکشی میں حد سے تجاوز کرتے رہے۔ بد قسمتی سے آج یہ نقشہ ہم مسلمانوں کا ہے۔ جو جرائم اہل کتاب نے کیے تھے، وہی ہم نے بھی کیے۔ اللہ تعالیٰ کا عدل بے لاگ ہے۔ جو ذلت و رسوائی اُس نے اہل کتاب کو دی، آج وہی مسلمانوں کے گلے کا ہار ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ اور اصلاح کی اور اپنے اصل مقصد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۱۳ تا ۱۱۵

ذلیل و رسوائی میں بھی صالحین کا گروہ ہوتا ہے

لَيْسُوا سَوَاءً ^ط	نہیں ہیں سب اہل کتاب برابر
مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ	اہل کتاب میں سے ایک جماعت قائم ہے (حق پر)
يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْاءَ اللَّيْلِ	وہ تلاوت کرتے ہیں اللہ کی آیات رات کی گھڑیوں میں
وَهُمْ يَسْجُدُونَ ^{۱۱۳}	اور وہ سجدے کرتے ہیں۔
يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ	وہ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور آخرت کے دن پر
وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ	اور وہ حکم دیتے ہیں بھلائی کا
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ	اور روکتے ہیں برائی سے
وَيُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ^ط	اور ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں
وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ^{۱۱۴}	اور یہ لوگ صالحین میں سے ہیں۔
وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ	اور جو وہ کریں کوئی بھی نیکی
فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ^ط	تو ہر گز ناقدری نہیں کی جائے گی اُس کی
وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ^{۱۱۵}	اور اللہ خوب جاننے والا ہے پرہیزگاروں کو۔

ان آیات میں اہل کتاب کے صالحین افراد کی پانچ صفات بیان کی جا رہی ہیں:

i۔ وہ رات کی گھڑیوں میں اللہ تعالیٰ کی آیات تلاوت کرتے ہیں۔

ii- وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کثرت سے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ وہ تہجد گزار ہونے کے باوجود عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

iii- وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں یعنی اُن کی نیکیاں اُس کی رضا اور آخرت کے اجر و ثواب کے لیے ہوتی ہیں۔

iv- وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

v- وہ نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مغضوب اہل کتاب میں سے مذکورہ صفات کے حاملین کو صالحین اور متقی قرار دیا اور یہی وہ خوش نصیب ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آج امت مسلمہ کو بھی افسوسناک ذلت و رسوائی کا سامنا ہے۔ ایسے میں ہم اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچ سکتے ہیں اور اُس کے محبوب بن سکتے ہیں اگر مذکورہ بالا صفات کو اپنے کردار میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔

آیات ۱۶ تا ۱۷

کافروں کی نیکیاں قبول نہیں ہوں گی

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا	بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا
كُنْ تَعْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا	کام نہیں آئیں گے اُن کے، اُن کے مال اور اُن کی اولادیں اللہ کے سامنے کچھ بھی
وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ	اور یہ لوگ جہنم والے ہیں
هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٦﴾	وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔
مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا	مثال اُس کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اس دنیا کی زندگی میں
كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ	اُس ہوا کی طرح ہے جس میں ہو سخت ٹھنڈ

اور وہ جاڑے ایک ایسی قوم کی کھیتی پر جس نے ظلم کیا ہے اپنی جانوں پر	أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ
پھر وہ برباد کر دے اُس کھیتی کو	فَاهْلَكَتُ ^ط
اور نہیں ظلم کیا اُن پر اللہ نے	وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ
اور لیکن اپنی جانوں پر وہ خود ہی ظلم کرتے ہیں۔	وَلَكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٤﴾

یہ آیات آگاہ کر رہی ہیں کہ اہل کتاب، دین اسلام کا راستہ روکنے کے لیے مال، جان اور اولاد کھپا رہے ہیں لیکن تخریبی کام کے لیے اُن کی یہ قربانیاں ضائع ہوں گی اور ناکامی اُن کا مقدر ثابت ہوگی۔ یہ دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے۔ اس دنیا میں انسان جو کچھ بوئے گا وہ عالم آخرت میں کاٹے گا۔ مگر دنیا میں بوئی ہوئی کھیتی کی بار آوری کے لیے چند شرائط ہیں۔ اول یہ کہ اللہ کے رسول ﷺ کی بیان کردہ تعلیمات پر ایمان ہو، دوم اخلاص نیت یعنی جو کام کیا جائے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کیا جائے اور سوم اتباع کتاب و سنت یعنی وہ کام شریعت کی بتائی ہوئی ہدایت کے مطابق کیا جائے۔ ان شرائط کو اگر ملحوظ نہ رکھا جائے تو آخرت میں نیکی کا کچھ بھی صلہ نہیں ملے گا۔ کافروں کی نیکیاں ان شرائط کو پورا نہیں کرتیں لہذا اکارت جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن پر ظلم نہیں کیا بلکہ کفر کر کے اُنہوں نے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔

آیات ۱۱۸ تا ۱۲۰

اہل کتاب دشمن ہیں، اُن سے دوستی مت کرو!

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
نہ بناؤ رازدار کسی کو اپنوں کے سوا	لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ
وہ کسر نہ اٹھا رکھیں گے تمہیں تباہ کرنے میں	لَا يَأُولُونَكُمْ خَبَالًا

وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ	وہ پسند کرتے ہیں وہ چیز جس سے تم مصیبت میں پڑو
قَدْ بَدَأَ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ^ج	ظاہر ہو ہی جاتی ہے دشمنی اُن کے مونہوں سے
وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ^ط	اور جو چھپا رہے ہیں اُن کے سینے وہ زیادہ بڑا ہے
قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ^{۱۱۸}	یقیناً ہم نے واضح کر دی ہیں تمہارے لیے آیات اگر تم سمجھتے ہو۔
هَآنَتْكُمْ أَوْ لَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ	(مسلمانو!) دیکھو یہ تم لوگ ہو جو محبت کرتے ہو اُن سے
وَلَا يُحِبُّوْكُمْ	اور وہ محبت نہیں کرتے تم سے
وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ ^ج	اور تم ایمان رکھتے ہو تمام کتابوں پر
وَإِذَا لَقُّوْكُمْ قَالُوا آمَنَّا	اور جب وہ ملتے ہیں تم سے کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے
وَإِذَا خَلَوْا	اور جب اکیلے ہوتے ہیں
عَصَوْا عَلَيْكُمْ إِلَّا مِلَّ مِنَ الْغَيْظِ	کاٹ کھاتے ہیں تم پر انگلیاں غصے سے
قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ	اے نبی! فرمائیے مر جاؤ اپنے غصہ میں
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ^{۱۱۹}	بے شک اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔
إِنْ تَسْسِكُمْ حَسَنَةً تَسْوُوهُمْ	اگر پہنچے تمہیں کوئی بھلائی بری لگتی ہے انہیں
وَإِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا بِهَا ^ط	اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف خوش ہوتے ہیں اُس پر

وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوا	اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو
لَا يَضُرَّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا ط	نہیں نقصان پہنچائے گی تمہیں اُن کی سازش کچھ بھی
اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيطٌ ع	بے شک اللہ اُس کا جو وہ کر رہے ہیں، احاطہ کرنے والا ہے۔

۱۲
۳

ان آیات میں اہل کتاب کا اہل ایمان کے ساتھ بغض و عداوت کا رویہ کھول کر رکھ دیا گیا ہے۔ اہل ایمان کو منع کیا گیا ہے کہ وہ اہل کتاب سے قلبی دوستی ہر گز نہ کریں۔ وہ اہل ایمان کے لیے بربادی ہی کے خواہش مند ہیں۔ اُن کا خبیث باطن زبان پر ظاہر ہوتا رہتا ہے لیکن جو خباثت اُن کے باطن میں پوشیدہ ہے وہ بہت ہی بڑی ہے۔ وہ بظاہر اہل ایمان سے خلوص کا اظہار کرتے ہیں لیکن تنہائی میں اہل ایمان کی کامیابیوں پر تیج و تاب کھاتے ہیں۔ اہل ایمان کو بھلائی نصیب ہو تو اُن کے سینوں پر سانپ لوٹتے ہیں اور اگر اہل ایمان کو کوئی نقصان پہنچ جائے تو خوشی میں آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ البتہ اگر اہل ایمان حق پر استقامت کا مظاہرہ کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں تو اہل کتاب کی سازشیں اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

آیات ۱۸۰ تا ۲۱

غزوہ احد پر بھرپور تبصرہ

سورہ آل عمران کی آیات ۱۸۰ تا ۲۱ میں غزوہ احد کے حالات و واقعات پر ایک بھرپور تبصرہ کیا گیا۔ شوال سن ۳ ہجری میں قریش بدر کی شکست کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ مسلمانوں نے مدینہ سے باہر نکل کر احد کے مقام پر اُن کا مقابلہ کیا۔ مسلمانوں کی ایک ہزار کی تعداد میں سے تین سو منافقین نکلے جو ساتھ چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ احد کے میدان میں نبی اکرم ﷺ نے اس طرح مورچہ بندی کی کہ احد پہاڑ کو اپنے لشکر کی پشت پر رکھا۔ البتہ ایک درہ پہاڑ میں ایسا تھا جہاں سے دشمن حملہ کر سکتا تھا۔ اس درے پر آپ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کو مقرر کیا تاکہ وہ دشمن کو اس طرف سے نہ آنے دیں۔ ابتدا میں مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی اور کافر پسپا ہو گئے۔ اس موقع پر درہ پر موجود ساتھیوں میں

سے ۳۵ نے اپنے امیر کی نافرمانی کرتے ہوئے درہ خالی کر دیا۔ کفار نے درہ کو خالی ہوتے ہوئے دیکھا اور اسی کے راستے عقب سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمانوں کی فتح شکست میں بدل گئی۔ ۷۰ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے اور نبی کریم ﷺ سمیت کئی صحابہؓ زخمی ہوئے۔ آخر کار نبی کریم ﷺ کے حکم پر صحابہ کرامؓ نے پہاڑوں پر چڑھ کر کفار پر تیر اندازی کی اور کفار، مکہ کی طرف پلٹ گئے۔

آیات ۱۲۱ تا ۱۲۳

مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے

وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ	اور اے نبی! جب آپ صبح کے وقت نکلے اپنے گھر والوں کے پاس سے
تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ	بٹھارہ تھے مومنوں کو جنگ کے لیے مورچوں پر
وَاللَّهُ سَبِيْعٌ عَلِيمٌ ۝۱۲۱	اور اللہ خوب سننے والا، خوب جاننے والا ہے۔
إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٌ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا	اور جب خیال کیا دو گروہوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں
وَاللَّهُ وَلِيَهُمَا ۝۱۲۲	حالانکہ اللہ ان دونوں کا مددگار تھا
وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱۲۳	اور اللہ ہی پر پھر بھروسہ کرنا چاہیے مومنوں کو
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ	(اے مسلمانو!) اللہ تمہاری مدد فرما چکا ہے بدر میں بھی جب کہ تم کمزور تھے
فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُشْكُرُونَ ۝۱۲۴	پس اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ تم اُس کا شکر ادا کر سکو۔

غزوہ احد سے قبل جب تین سو منافقین ساتھ چھوڑ گئے تو دوانصاری قبیلوں بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے دلوں میں بھی کچھ کمزوری پیدا ہونا شروع ہوئی۔ ان آیات میں بیان ہوا کہ وہ دونوں قبیلے سچے مومنوں سے تھے لہذا اللہ تعالیٰ نے اُن کی ہمت افزائی فرمائی۔ مومنوں کو چاہیے کہ نہ وہ اپنی تعداد اور اسباب کی قلت سے مایوس ہوں اور نہ ہی دشمن کے وسائل کی کثرت سے مرعوب ہوں۔ انہیں تو ہر حال میں اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔ بدر کے میدان میں مسلمان ہر لحاظ سے کمزور تھے۔ تعداد، اسلحہ اور دیگر وسائل سب ہی کم تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے کیسی مدد کی اور شاندار فتح سے سرفراز فرمایا۔ اب بھی وہ مدد فرمائے گا بشرطیکہ مسلمان اُس کی نافرمانی سے بچتے رہیں، اُس کا شکر ادا کرتے رہیں اور اُسی پر بھروسہ رکھیں۔

آیات ۲۴ تا ۱۲۷

اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت کی بشارت

اِذْ تَقُولُ لِلْمُؤْمِنِينَ	اے نبی! جب آپ فرما رہے تھے مومنوں سے
اَكُنْ يَكْفِيكُمْ	کیا کافی نہیں ہوگا تمہیں
اَنْ يُبَدِّلَكُمْ رُبُّكُمْ	کہ مدد فرمائے تمہاری تمہارا رب
بِثَلَاثَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلٍ ۝۱۲۷	تین ہزار نازل کردہ فرشتوں سے۔
بَلٰٓءٌ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا	کیوں نہیں! اگر تم ڈٹے رہو اور پرہیزگاری اختیار کرو
وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا	اور آپڑیں کافر تم پر اپنے اسی جوش میں
يُبَدِّلُكُمْ رُبُّكُمْ	مدد فرمائے گا تمہاری تمہارا رب
بِخَمْسَةِ اَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمٍ ۝۱۲۸	پانچ ہزار نشان لگانے والے فرشتوں سے

اور نہیں بنایا اس (فرشتوں کے اترنے کی خبر) کو اللہ نے مگر خوش خبری تمہارے لیے	وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ لَكُمْ
اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اس سے	وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۖ
اور مدد تو ہوتی ہی نہیں مگر اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے، کمال حکمت والا	وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۱۲۶﴾
تاکہ اللہ کاٹ دے ایک حصہ اُن کا جنہوں نے کفر کیا	لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
یا ذلیل کر دے انہیں	أَوْ يَكْبِتَهُمْ
پھر وہ لوٹیں ناکام ہو کر۔	فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ﴿۱۲۷﴾

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے نصرت کے وعدہ کا ذکر فرمایا۔ البتہ نصرت کو مشروط فرمایا صبر اور تقویٰ سے۔ ارشاد ہوا اگر اہل ایمان نے پامردی کا ثبوت دیا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہے تو وہ پانچ ہزار فرشتے بھیج کر اُن کی نصرت فرمائے گا۔ یہ فرشتے مسلمانوں کی حوصلہ افزائی اور اُن کے دلوں کے اطمینان کا ذریعہ بنیں گے۔ جنگ کے دوران اُن کی مدد کریں گے تاکہ کافروں کا ایک گروہ ہلاک ہو جائے اور باقی ذلیل اور رسوا ہو کر پسا ہو جائیں۔ احد میں صبر اور تقویٰ کی شرائط کے حوالے سے مسلمانوں نے کوتاہی کی جس کی پاداش میں مسلمانوں کو وقتی شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

آیات ۱۲۸ تا ۱۲۹

ہدایت دینے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے

اے نبی! نہیں ہے آپ کے لیے اس معاملہ میں کچھ اختیار	لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ
--	-----------------------------------

اَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ	چاہے اللہ مہربانی فرمائے اُن پر
اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَانَّهُمْ ظِلْمُونَ ﴿۱۷۸﴾	چاہے عذاب دے اُنہیں کیونکہ بلاشبہ وہ ظالم ہیں۔
وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط	اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے
يَغْفِرُ لِمَن يَّشَاءُ	وہ بخش دیتا ہے جسے چاہے
وَيُعَذِّبُ مَن يَّشَاءُ ط	اور عذاب دیتا ہے جسے چاہے
وَاللَّهُ عَفُوٌّ رَّحِيمٌ ع	اور اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

۱۳

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ کی کفار پر ناراضگی کی طرف اشارہ ہے۔ جب ایک کافر نے آپ ﷺ کے رخسار مبارک پر پتھر مارا جس سے آپ ﷺ کے دودانت شہید ہو گئے اور پورا چہرہ خون آلود ہو گیا تو آپ ﷺ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جا رہے تھے اور فرما رہے تھے:

كَيْفَ يُفْدِحُ قَوْمٌ خَضْبًا وَجَهَ نَبِيِّهِمْ بِالْأَدَمِ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى اللَّهِ - (ابن ماجہ)

"وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون آلود کر دیا جبکہ وہ اُنہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے اس بات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی ﷺ یہ آپ کا نہیں، اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے کہ جس پر نظر کرم کر کے اُسے اسلام کی ہدایت دے اور جسے چاہے عذاب دے۔ جسے چاہے بخش دے اور جسے چاہے سزا دے۔ آپ ﷺ چند نامور مشرکین کا نام لے لے کر اُنہیں بددعا دی تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ چند ہی روز گزرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکین کو ہدایت دی، آپ ﷺ کے قدموں پر لاڈالا اور اسلام کے جانباز سپاہی بنا دیا۔

آیات ۱۳۰ تا ۱۳۱

سود مرکب کی حرمت

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم مِّنْ بَيْنِكُمْ أَصْعَافًا مُّضَاعَفَةً	نہ کھاؤ سود بڑھتا چڑھتا
وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾	اور بچو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔
وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿۱۳۱﴾	اور بچو (جہنم کی) آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔

سود کی حرمت کا حتمی حکم تو سورۃ البقرہ آیات ۲۷۸ اور ۲۷۹ میں آچکا ہے۔ یہ آیات پہلے کی نازل شدہ ہیں جن میں سود کی حرمت کا وہ ابتدائی حکم نازل ہوا جس کی رو سے سود مرکب یعنی سود در سود کو حرام قرار دیا گیا۔ سود کے ذریعہ انسان موجود مال سے مزید مال بنانے کی فکر میں ہوتا ہے جبکہ اُس وقت صورت یہ تھی کہ مسلمانوں کی تحریک جنگ کے مرحلہ میں داخل ہو گئی تھی اور اس مرحلہ کے لیے پہلے سے موجود مال کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لگانے کی ضرورت تھی۔ اس مرحلہ پر اللہ تعالیٰ نے زر پرستی کے سرچشمے یعنی سود پر بند باندھنا ضروری سمجھا۔ سود لینے سے انسان میں حرص و طمع، بخل و بزدلی اور خود غرضی پیدا ہوتی ہے۔ سود ادا کرنے والوں میں نفرت، غصہ، بغض و حسد جیسی صفات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایسی صفات معاشرہ کو تباہ کرنے والی اور جہاد کی روح کے منافی ہیں۔ انہی وجوہات کی بنا پر سود کو حرام قرار دیا گیا۔ مزید ارشاد ہوا کہ حرام خوری جس کی ایک صورت سود خوری ہے، انسان کو جہنم کی آگ میں لے جانے والی ہے، لہذا اس جرم سے بچو۔ جہنم ویسے تو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے لیکن اُس میں حرام خور اور گناہ کبیرہ کرنے والے بد نصیب مسلمان بھی ڈال دیے جائیں گے۔

آیات ۱۳۲ تا ۱۳۳

اہل ایمان کے لیے قیمتی ہدایات

وَ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ	اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی
لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۳۲﴾	تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔
وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ	اور دوڑو اپنے رب کی طرف سے بخشش کی طرف
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ ۚ	اور اُس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے
أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۳﴾	وہ تیار کی گئی ہے پر ہیزگاروں کے لیے

ان آیات میں اہل ایمان کو بڑی اہم ہدایات دی گئی ہیں:

- i- اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو تاکہ دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کر سکو۔
- ii- مقابلے کا اصل میدان ہے خیر اور بھلائی کے کام۔ اس مقابلے میں ایک دوسرے سے آگے نکل کر اپنے رب کی بخشش اور جنت کے حصول کی کوشش کرو۔ ایسی جنت جس کی صرف چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔ اُس کی لامحدود وسعت کا اندازہ لگانا انسان کے بس سے باہر ہے۔ اُسے متقیوں یعنی پرہیزگاروں کے لیے آراستہ کر دیا گیا ہے۔

آیات ۱۳۴ تا ۱۳۶

متقی کون ہیں؟

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ	متقی وہ ہیں جو خرچ کرتے ہیں (مال) خوشحالی میں اور تنگ دستی میں
---	--

وَالْكَظِيمِينَ الْغَيْظَ	اور جو ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو
وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ط	اور جو در گزر کرنے والے ہیں لوگوں سے
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ج	اور اللہ محبت فرماتا ہے نیکی کرنے والوں سے۔
وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً	اور یہ وہ ہیں کہ جب وہ کر بیٹھیں کوئی بے حیائی کی بات
أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ	یا ظلم کر بیٹھیں اپنی جانوں پر
ذَكَرُوا اللَّهَ	یاد کرتے ہیں اللہ کو
فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ	پھر بخشش مانگتے ہیں اپنے گناہوں کے لیے
وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ هـ	اور کون ہے جو بخشتے گناہوں کو سوائے اللہ کے؟
وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا فَعَلُوا	اور وہ نہیں اڑتے اُس پر جو انہوں نے کیا ہے
وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۱۳۵	جبکہ وہ جانتے ہوں۔
أُولَٰئِكَ جَزَاءُ هُمْ مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ	یہ لوگ ہیں جن کا بدلہ ہے بخشش اُن کے رب کی طرف سے
وَجَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	اور وہ باغات بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
خَالِدِينَ فِيهَا ط	ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَنِعَمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ۱۳۶	اور کیا ہی خوب بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا۔

ان آیات میں اُن متقیوں کے چھ اوصاف بیان کیے گئے ہیں جن کے لیے جنت تیار کی گئی ہے:

i- وہ خوشحالی یا تنگدستی دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔

ii- وہ غصہ کو دبانے والے یعنی غصہ کے دوران خود کو قابو میں رکھنے والے ہیں۔ بقول شاعر

ظفر آدمی اُس کو نہ جانے گا، وہ ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا

جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی، جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

iii- وہ لوگوں کو اُن کی زیادتیوں پر معاف کرنے والے ہیں۔

iv- اُن سے جب کوئی بے حیائی کا کام ہو جاتا ہے یا کسی اور گناہ کی وجہ سے اپنے اوپر زیادتی کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر اُسے یاد کرتے ہیں۔

v- اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے رہتے ہیں۔

vi- جب اپنی کسی غلطی کا علم ہو جائے تو اُس پر اڑتے نہیں بلکہ اعترافِ تقصیر کر کے اصلاح کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے نیک لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اُنہیں اُن کے اعمال کا بہترین بدلہ جنت کی صورت میں عطا فرمائے گا۔ آخر میں فرمایا کہ عمل کرنے والوں کا کیا خوب بدلہ ہے۔ بقول اقبال

جنت تری پہاں ہے ترے خونِ جگر میں

اے پیکرِ گل، کوششِ پیہم کی جزا دیکھ

آیات ۱۳۷ تا ۱۳۸

حصولِ ہدایت کے دو ذرائع

تاریخ سے عبرت اور آیاتِ قرآنیہ سے فیض

گزر چکے ہیں تم سے بھی پہلے واقعات

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۚ

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ	تو ذرا چلو پھرو زمین میں
فَآنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكْذِبِينَ ﴿١٣٩﴾	پھر دیکھو کیسا انجام ہوا (حق کو) جھٹلانے والوں کا۔
هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ	یہ وضاحت ہے لوگوں کے لیے
وَهْدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿١٤٠﴾	اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیزگاروں کے لیے۔

ان آیات میں دعوت دی گئی کہ زمین میں چل پھر کرو، جھٹلانے والی قوموں کے انجام کو دیکھو اور اس سے عبرت حاصل کرو۔ جب بھی کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو وہ اُس پر ایسا عذاب نازل کرتا ہے جو اُسے تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ ایسے واقعات عام لوگوں کے لیے محض ایک تاریخی بیان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اُن کے نزدیک دنیا میں مختلف تہذیبیں بنتی اور مٹتی رہی ہیں۔ وہ یہ سوچنے کی زحمت گوارا ہی نہیں کرتے کہ یہ تہذیبیں بن کیسے جاتی ہیں اور بگڑتی کیونکر ہیں؟ قرآن حکیم نے اس سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ جب تک کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی تعلیمات پر عمل پیرا رہتی ہے تو یہ اُس کے عروج کا زمانہ ہوتا ہے۔ جب وہ قوم عیش و عشرت، فحاشی و بے حیائی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے تو اُس پر بتدریج زوال آنا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر وہ گناہوں میں بہت زیادہ ڈوب جائے تو پھر کوئی عذاب اُسے مٹا دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے، قوموں کے عروج و زوال کو قرآن حکیم کی اسی رہنمائی کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ اُن کے لیے یہ رہنمائی سیدھے راستے کی ہدایت اور عبرت حاصل کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ کوئی ہے جو اس رہنمائی کی قدر کرے اور اس سے استفادہ کر کے دنیا و آخرت کی بھلائیاں سمیٹ لے؟

آیت ۱۳۹

مسلمانوں کا عروج ایمان سے مشروط ہے

وَلَا تَهْنُوا وَلَا تَحْزَنُوا	اور (اے مسلمانو!) ہمت نہ ہارو اور غم نہ کرو
وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٤٠﴾	اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو۔

احد میں شکست سے اندیشہ تھا کہ مسلمان شدتِ غم سے کمزور پڑ جائیں۔ مایوس ہو کر وہ ہمت و حوصلہ کھودیں جو اقوامِ عالم تک حق کی دعوت پہنچانے کی ذمہ داری ادا کرنے کے لیے درکار ہے۔ اسی لیے اس آیت میں مسلمانوں کو حوصلہ دیا گیا کہ احد کی شکست وقتی ہے۔ گزشتہ لغزشیں جو ہو چکی ہیں اُن پر رنج و غم میں اپنا وقت اور توانائی صرف کرنے کے بجائے مستقبل میں اپنے کام کی درستی کی فکر کرو۔ غلبہ مسلمانوں کا ہی ہو گا بشرطیکہ وہ حقیقی ایمان سے بہرہ ور ہوں۔ کلمہ طیبہ پڑھنے سے صرف قانونی ایمان حاصل ہوتا ہے۔ کوشش کرو کہ تمہارا دل بھی نورِ ایمان سے منور ہو جائے۔ بقولِ اقبال۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل؟

دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں!

دل میں ایمان پیدا ہوتا ہے نیک لوگوں کی صحبت سے، آیاتِ آفاقی، آیاتِ انفسی اور آیاتِ قرآنی پر غور کرنے سے۔ ایمان اگر دل میں ہو تو اس کا لازمی مظہر انسان کے سیرت و کردار کی پاکیزگی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی ایمان کی نعمت عطا فرمائے تاکہ دنیا میں پھر سے مسلمانوں کو عزت و غلبہ حاصل ہو۔ آمین!

آیات ۴۰ تا ۴۳

اہلِ ایمان ہمت نہ ہاریں

ان یبأسکم قرح	مسلمانو! اگر لگی ہے تمہیں کوئی چوٹ (احد میں)
فقد مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ط	تو یقیناً لگ چکی ہے مخالف قوم کو چوٹ ایسی ہی (بدر میں)
وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نَدَاؤُهَا بَيْنَ النَّاسِ ج	اور یہ تو دن ہیں جنہیں ہم پھراتے رہتے ہیں لوگوں کے درمیان
وَلْيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا	اور تاکہ ظاہر کر دے اللہ اُن کو جو ایمان لائے

وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ط	اور کردے تم میں سے کچھ کو شہید
وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۱۳۰	اور اللہ پسند نہیں کرتا ظالموں کو۔
وَلِيُبَيِّنَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا	اور الگ کر دے اللہ اُن کو جو ایمان لائے
وَيُبَيِّنَ الْكَافِرِينَ ۱۳۱	اور مٹا دے کافروں کو۔
أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ	کیا تم نے سمجھ لیا ہے کہ تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں
وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ	حالانکہ ابھی ظاہر نہیں کیا اللہ نے اُن کو جنہوں نے جہاد
وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۱۳۲	کیا تم میں سے
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ	اور ظاہر نہیں کیا ثابت قدم رہنے والوں کو۔
مِنْ قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ ۱۳۳	اور یقیناً تم تمنا کیا کرتے تھے شہادت کی
فَقَدْ رَأَيْتُمْوَهُ	اِس سے پہلے کہ تم سامنا کرتے اُس کا
وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۱۳۴	پس اب تو تم نے دیکھ لیا ہے اُسے
	اِس حال میں کہ دیکھ رہے ہو (آنکھوں کے سامنے)۔

۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴

ان آیات میں اہل ایمان کو رہنمائی دی گئی کہ احد کی وقتی شکست سے ہمت نہ ہارو۔ اگر احد میں تمہارے ۷۰ ساتھی شہید ہوئے ہیں تو بدر میں کفار کے بھی ۷۰ افراد جہنم واصل ہوئے تھے۔ قوموں پر کامیابیوں اور ناکامیوں کے دور آتے رہتے ہیں۔ مشکل حالات میں طرزِ عمل کھرے اور کھوٹے کو جدا کر دیتا ہے۔ کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت بغیر مشکلات اور قربانیوں کے مل جائے گی۔ نہیں! بلکہ اللہ تعالیٰ آزمائشوں کے ذریعہ ظاہر کر دے گا کہ کون اُس کی راہ میں ڈٹ کر جہاد کرنے والے ہیں اور کون صرف بھلے وقتوں کے ساتھی ہیں۔ ۷۰ ساتھیوں کی شہادت پر غمگین نہ ہو۔ شہادت ایک سعادت ہے اور تم نے اپنے ساتھیوں کو یہ سعادت حاصل

کرتے ہوئے بہت قریب سے دیکھ لیا ہے۔ تم خود بھی اس کی تمنا کیا کرتے رہے ہو۔ اب جبکہ چند ساتھیوں کی شہادت کی تمنا پوری ہو چکی ہے تو یہ غم کرنے کا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا موقع ہے۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے بیان کا وہ اسلوب جس نے شکستہ دل مسلمانوں کو پھر سے باطل کے خلاف جدوجہد کا ایک نیا حوصلہ اور عزم عطا فرمایا۔

آیت ۱۴۴

والبسگی نبی ﷺ کی حیات سے نہیں اُن کے مشن سے رکھو

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ	اور نہیں ہیں محمد مگر رسول
قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ	گزر چکے ہیں اُن سے پہلے کئی رسول
أَفَأَنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ	تو کیا اگر وہ وفات پا جائیں یا شہید کر دیے جائیں
انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۖ	تو تم پھر جاؤ گے اٹے پاؤں
وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقْبَيْهِ	اور جو کوئی پھر گیا اٹے پاؤں
فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۖ	تو وہ ہر گز نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی
وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝۱۴۴	اور جلد ہی اجر دے گا اللہ شکر کرنے والوں کو۔

اس آیت میں ایک اہم تحریکی ہدایت دی گئی۔ اس ہدایت کا پس منظر یہ ہے کہ معرکہ احد کے دوران افواہ پھیل گئی کہ حضرت محمد ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں۔ ایسے میں بعض ساتھیوں نے تلواریں پھینک دیں کہ اب لڑنے کا کیا فائدہ۔ ہدایت دی گئی کہ اہل ایمان کی وابستگی نبی اکرم ﷺ کی حیات سے نہیں اُن کے مشن کے ساتھ ہونی چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ بہر حال انسان ہیں اور انہوں نے اس دار فانی سے کوچ کرنا ہے۔ کیا اُن کے بعد تم لوگ اُن کے مشن یعنی دین کے غلبہ کی جدوجہد سے کنارہ کش ہو جاؤ گے۔ جو کوئی

ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کا نہیں بلکہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ البتہ جو آپ ﷺ کے مشن سے وابستہ رہے، انہوں نے ہی آپ ﷺ کے ذریعہ ملنے والی رحمت کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ جلد انہیں اس شکر گزاری کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

آیت ۱۴۵

موت کا وقت طے شدہ ہے

وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ	اور نہیں ممکن کسی جان کے لیے کہ مر جائے مگر اللہ کے اذن سے
كِتَبًا مُّوَجَّلًا ط	(یہ ایک) لکھا ہوا وقت ہے
وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا	اور جو چاہتا ہے دنیا کا بدلہ
نُؤْتِهِ مِنْهَا ج	ہم دیتے ہیں اُسے اُس میں سے
وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ	اور جو چاہتا ہے آخرت کا بدلہ
نُؤْتِهِ مِنْهَا ط	ہم دیتے ہیں اُسے اُس میں سے
وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ۝۱۴۵	اور جلد ہی ہم اجر دیں گے شکر کرنے والوں کو۔

اس آیت میں ایک ایسی حقیقت بیان کی گئی ہے جسے سامنے رکھنے سے انسان میں جرات و بہادری اور معرکہ حق و باطل کے دوران ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے۔ وہ حقیقت یہ ہے کہ موت کا وقت مقرر ہے۔ موت اپنے مقررہ وقت سے پہلے آ نہیں سکتی اور جب وہ آجائے تو کوئی اُسے ٹال نہیں سکتا۔ دنیا کی زندگی بہر حال ختم ہونی ہے اور آخرت کی زندگی لامحدود ہے۔ دنیا میں انسان کے پاس دو راستے ہیں۔ چاہے تو وہ دنیا کی عارضی اور کم تر لذتوں کا طلب گار رہے یا آخرت کی ابدی اور اعلیٰ نعمتوں کو

مقصود بنائے۔ جو جس کی آرزو کرے گا اُسے اُسی میں سے دے دیا جائے گا۔ البتہ آخرت کی نعمتوں کے حصول کے لیے محنت کرنے والے اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندے ہیں اور وہ ضرور انہیں بہترین اجر عطا فرمائے گا۔

آیات ۱۴۶ تا ۱۴۸

اللہ والے، اُس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں

وَكَايْنٍ مِّنْ نَّبِيٍّ	اور کتنے ہی نبی گزرے ہیں
قَتَلَ مَعَهُ رَبِّيُونَ كَثِيرٌ ۚ	جنگ کی اُن کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے
فَبَاوَهُنَّوَابًا اَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ	پھر اُنہوں نے ہمت نہ ہاری اُس پر جو پہنچی تکلیف انہیں اللہ کی راہ میں
وَمَا ضَعُفُوا	نہ ہی وہ کمزور پڑے
وَمَا اسْتَكَانُوا ۖ	اور نہ ہی وہ باطل کے سامنے دبے
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰدِقِيْنَ ۝۱۴۶	اور اللہ پسند فرماتا ہے ڈٹ جانے والوں کو۔
وَمَا كَانَ قَوْلُهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا	اور نہیں تھی اُن کی دعا مگر یہ کہ اُنہوں نے التجا کی
رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا	اے ہمارے رب! بخش دے ہمارے گناہ
وَاسْرَافْنَا فِيْ اَمْرِنَا	اور ہماری زیادتی کو ہمارے کام میں
وَتَبَّتْ اَقْدَامُنَا	اور جما دے ہمارے قدم
وَاَنْصَرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۝۱۴۷	اور مدد فرما ہماری کافر قوم کے مقابلے میں۔

فَاتْلَهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا	تو عطا فرمایا انہیں اللہ نے دنیا کا بدلہ
وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ط	اور عمدہ بدلہ آخرت کا
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ع	اور اللہ پسند فرماتا ہے نیکی کرنے والوں کو۔

۱۵

ان آیات میں فرمایا کہ کتنے ہی نبیؐ گزرے ہیں کہ جن کے ساتھ مل کر اللہ والوں نے اللہ کی راہ میں جنگ کی۔ ان جوان مردوں کو اللہ کی راہ میں طرح طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن نہ انہوں نے ہمت ہاری، نہ کوئی کمزوری دکھائی اور نہ ہی وہ باطل کے سامنے جھکے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی ڈٹ جانے والے محبوب ہیں۔ اُن کا بھروسہ محض سامانِ جنگ اور قوتِ کار یا اپنی کارکردگی پر ہی نہیں تھا بلکہ وہ میدانِ جنگ میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے، اُس سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگتے تھے اور اپنی ثابت قدمی اور دشمن پر غالب آنے کی دعا بھی مانگتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں بھی فتوحات سے نوازا اور آخرت میں بھی بھرپور اجر عطا فرمائے گا اور سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرفراز ہوں گے۔

آیات ۱۵۱ تا ۱۵۹

کافروں کا مشن ... مسلمانوں کو ایمان کی دولت سے محروم کرنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
إِنْ تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا	اگر تم کہنا مانو گے اُن کا جنہوں نے کفر کیا ہے
يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ	وہ پھیر دیں گے تمہیں اٹے پاؤں (کفر کی طرف)
فَتَنْقَلِبُوا خِسِرِينَ ۝۱۵۹	پھر تم پلٹ کر ہو جاؤ گے خسارہ پانے والے۔
بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ج	بلکہ اللہ تمہارا حامی ہے
وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ۝۱۶۰	اور وہ بہترین مددگار ہے۔

سَنَلِقُوا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ	ہم عنقریب ڈال دیں گے اُن لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے کفر کیا رعب
بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنَزَّلْ بِهِ سُلْطَانًا ۚ	اس لیے کہ اُنہوں نے شریک کیا اللہ کے ساتھ اُسے نہیں اتاری اللہ نے جس کے لیے کوئی دلیل
وَمَا لَهُمُ النَّارُ ۖ	اور اُن کا ٹھکانہ جہنم ہے
وَبِئْسَ مَثْوَى الظَّالِمِينَ ﴿۱۵﴾	اور برا ہے ظالموں کا ٹھکانہ۔

ان آیات میں اہل ایمان کو خبردار کیا گیا کہ اگر اُنہوں نے کفار کی بات مانی تو وہ اُنہیں ایمان کی دولت سے محروم کر کے ہمیشہ ہمیش کے خسارے سے دوچار کر دیں گے۔ منافقین اور یہودی احد کی شکست کے بعد مسلمانوں میں یہ خیال پھیلانے کی کوشش کر رہے تھے کہ محمد ﷺ اگر واقعی نبی ہوتے تو شکست کیوں کھاتے۔ معاذ اللہ! یہ بھی ایک عام آدمی ہیں۔ ان کا معاملہ بھی دوسرے آدمیوں کی طرح ہے۔ آج فتح ہے تو کل شکست۔ اللہ کی کوئی مدد انہیں حاصل نہیں ہے۔ ان آیات میں یقین دہانی کرائی گئی کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا حامی و ناصر ہے۔ وہ عنقریب ان کافروں کے دلوں میں اُن کے شرک کی وجہ سے مسلمانوں کا رعب بٹھا دے گا۔ کافر دنیا میں بھی ناکامی سے دوچار ہوں گے اور آخرت میں جہنم کی آگ ہی اُن کے لیے ٹھکانہ بنے گی۔

آیت ۱۵۲

نظم کی خلاف ورزی ... فتح شکست میں بدل گئی

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدًا	اور یقیناً سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ
إِذْ تَحْسَبُونَهُمْ بِأَذْنِهِ ۚ	جب تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اُس کے حکم سے
حَتَّىٰ إِذَا فُشِلْتُمْ	یہاں تک کہ تم ڈھیلے پڑ گئے

وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ	اور تم نے باہم جھگڑا کیا فیصلے کے بارے میں
وَعَصَيْتُمْ	اور تم نے نافرمانی کی
مَنْ بَعْدَ مَا أَرْكُمُ مَا تُحِبُّونَ ^ط	اس کے بعد کہ اللہ نے دکھایا تمہیں وہ جسے تم پسند کرتے تھے (یعنی فتح)
مِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا	تم میں سے کچھ چاہتے تھے دنیا (کی فتح)
وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ	اور تم میں سے کچھ چاہتے تھے آخرت
ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ	پھر اللہ نے پھیر دیا تمہیں ان سے تاکہ وہ آزمائے تمہیں
وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ^ط	اور یقیناً اللہ نے معاف کر دیا تمہیں
وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٦﴾	اور اللہ بہت فضل کرنے والا ہے مومنوں پر۔

اس آیت میں معرکہ احد میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ نظم کی خلاف ورزی بیان کی گئی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی نصرت کا وعدہ پورا کر دیا تھا جب اے مسلمانو! تم کافروں کو گاجر مولیٰ کی طرح کاٹ رہے تھے۔ پھر تم نے اپنے امیر سے جھگڑا کیا، اُس کی نافرمانی کی اور درہ سے نیچے اتر آئے۔ تم میں سے کچھ کو دنیا کی فتح زیادہ محبوب تھی۔ اب اللہ تعالیٰ نے کافروں کو تم پر غلبہ دے دیا تاکہ تمہارا امتحان ہو کہ آزمائش کی اس گھڑی میں کون ڈٹ جاتا ہے اور کون اسلام کے دین حق ہونے میں شک کرتا ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے نظم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو معاف کیا کیونکہ وہ مومنوں کے حق میں بڑا ہی فضل کرنے والا ہے۔ اس آیت سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نظم جماعت کی کیا اہمیت ہے۔

آیت ۱۵۳

مشکلات پر مشکلات کی حکمت

اِذْ تُصْعِدُونَ	جب تم اُوپر چڑھے جاتے تھے
وَلَا تَلُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ	اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھتے تھے کسی کو
وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ	اور رسول پکار رہے تھے تمہیں تمہارے پیچھے سے
فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ	تو اللہ نے بدلہ میں پہنچایا تمہیں غم پر غم
لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ	تاکہ تم رنج نہ کرو اُس پر جو جاتا رہے تم سے
وَلَا مَا أَصَابَكُمْ ط	اور نہ اُس پر جو آ پڑے تم پر
وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۵۳﴾	اور اللہ خوب واقف ہے اُس سے جو تم کرتے ہو۔

اس آیت میں اہل ایمان پر یہ بہ پہ پڑنے والی مشکلات کی حکمت بتائی گئی۔ احد میں مسلسل صدمات اہل ایمان کو پہنچتے رہے۔ منافقین کی واپسی، نبی اکرم ﷺ کی شہادت کی افواہ، ایک کے بعد ایک ساتھی کی شہادت کی خبر اور جیتی ہوئی جنگ کے شکست میں بدل جانے کا دکھ۔ صدمات کی کثرت نے انہیں رنج کا ایسا خو گر بنایا کہ یہ مشکلات اُن پر آسان ہو گئیں۔ بقول غالب ے

رنج سے خو گر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

آیت ۱۵۴

موت کا وقت ہی نہیں جگہ بھی طے ہے

پھر اللہ نے اتاری تم پر غم کے بعد راحت یعنی ایسی اونگھ	ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمْنَةً نُعَاسًا
جو چھارہ ہی تھی ایک جماعت پر تم میں سے	يَغْشَى طَآئِفَةً مِنْكُمْ ۚ
اور ایک جماعت تھی بے چین کر دیا تھا جنہیں اُن کی جانوں (کی فکر) نے	وَ طَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنْفُسُهُمْ
وہ گمان کر رہے تھے اللہ کے بارے میں ناحق	يُظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ
جاہلیت والے گمان	ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ۖ
کہتے تھے کیا ہمارے لیے بھی ہے اختیار میں سے کچھ؟	يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ۖ
اے نبی! فرمائیے بے شک اختیار سب کا سب اللہ کے لیے ہے	قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ ۖ
وہ چھپاتے ہیں اپنے جیوں میں وہ جو ظاہر نہیں کرتے آپ کے سامنے	يُخْفُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ مَا لَا يُبْدُونَ لَكَ ۖ
کہتے ہیں اگر ہوتا ہمارے لیے اختیار میں سے کچھ	يَقُولُونَ لَوْ كَانْ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ
ہم قتل نہ کیے جاتے یہاں	مَا قَتَلْنَا هُنَا ۖ
فرمائیے اگر تم ہوتے اپنے گھروں میں	قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ

لَبَرَزَ الَّذِينَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ	ضرور نکل آتے وہ لکھا جا چکا تھا جن پر قتل ہونا
إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ ۚ	اپنی قتل گاہوں کی طرف
وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ	اور تاکہ جانچ لے اللہ اُسے جو تمہارے سینوں میں ہے
وَلِيُخْصَّ مَا فِي قُلُوبِكُمْ ۖ	اور صاف کر دے اُسے جو تمہارے دلوں میں ہے
وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱۵۴	اور اللہ خوب جاننے والا ہے سینوں کی بات کو۔

اس آیت میں منافقین کے ایک فتنہ کا جواب دیا گیا۔ احد میں شکست کے بعد منافقین نے کہا کہ اگر ہماری بات مانی جاتی اور مدینہ میں محصور ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا تو یوں ۷۰ مسلمان شہید نہ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں پر بھی ہوتے تب بھی جن کی موت کا وقت طے تھا وہ مقررہ جگہ پر پہنچ کر جام شہادت نوش کرتے۔ یہ وقتی شکست تو اللہ تعالیٰ نے اس لیے دی ہے تاکہ تمہارے باطن میں پوشیدہ دل کی بات زبان پر آکر ظاہر ہو جائے، اگرچہ وہ خود تو ہر اُس راز سے واقف ہے جو کسی کے سینہ میں ہے۔

آیت ۱۵۵

بزدلی گناہوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۖ	بے شک جو لوگ پیٹھ پھیر گئے تم میں سے اُس روز جب آپس میں ٹکرائیں دو جماعتیں
إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا ۚ	بلاشبہ ہلا دیا انہیں شیطان نے بعض اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے کمائے
وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ ۖ	اور یقیناً معاف کر دیا اللہ نے انہیں

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۝

بے شک اللہ بہت بخشنے والا، بڑے تحمل والا ہے۔

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ احد کے معرکہ میں جو مسلمان پسپا ہو کر میدان چھوڑ گئے، دراصل اُن کی بعض خطاؤں کی وجہ سے شیطان نے اُن میں بزدلی پیدا کر دی تھی۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا یعنی نہ صرف اُن کی خطائیں معاف فرمادیں بلکہ میدان جنگ سے فرار کے عمل سے بھی درگزر فرمادیا۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت ہی درگزر کرنے والا اور بردبار ہے۔

آیات ۱۵۶ تا ۱۵۸

اللہ تعالیٰ کے راستے کی موت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا	اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!
لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا	نہ ہو جاؤ اُن کی طرح جنہوں نے کفر کیا
وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ	اور کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں
إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ	جب وہ سفر پر نکلے زمین میں
أَوْ كَانُوا غُزًى	یا وہ تھے جنگ کرنے والے
لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا	اگر وہ ہوتے ہمارے پاس
مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا ۚ	نہ مرتے اور نہ ہی مارے جاتے
لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَٰلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ۖ	تاکہ بنادے اللہ اسے حسرت اُن کے دلوں میں
وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ	حالانکہ اللہ ہی زندگی دیتا ہے اور موت دیتا ہے
وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝	اور اللہ اُسے جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے۔

وَلَيْنَ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مُتُّمُ	اور اگر تم قتل کیے جاؤ اللہ کی راہ میں یا فوت ہو جاؤ
لَعَفْرَةً مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةً	یقیناً بخشش اللہ کی طرف سے اور رحمت
خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿٥٦﴾	بہتر ہے اُس مال سے جو وہ جمع کر رہے ہیں۔
وَلَيْنَ مُتُّمُ أَوْ قُتِلْتُمْ	اور اگر تم فوت ہو گئے یا قتل کر دیے گئے
لَا إِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ ﴿٥٧﴾	یقیناً اللہ کی طرف جمع کیے جاؤ گے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلنے والوں کی فضیلت بیان کی گئی۔ اُن منافقین کی مذمت کی گئی جو کہتے تھے کہ اگر ہماری بات مان لی گئی ہوتی اور مدینہ کے اندر محصور ہو کر مقابلہ کیا جاتا تو احد کے میدان میں ۷۰ مسلمان مارے نہ جاتے۔ فرمایا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوئے، اُنہیں عطا کیے جانے والے انعامات کئی گنا بہتر ہیں اُس مال و اسباب سے جو منافقین دنیا میں زندہ رہ کر جمع کر رہے ہیں۔ پھر ہمیشہ کس نے زندہ رہنا ہے؟ منافقین بھی بالآخر موت کا مزا چکھیں گے اور پھر سب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہو کر اپنے اپنے عمل کا بدلہ پائیں گے۔

آیت ۱۵۹

میر کارواں کے لیے ہدایت

فِيهَا رَحْمَةٌ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ج	پس اے نبی! اُس رحمت کی وجہ سے جو اللہ کی طرف سے ہے آپ نرم مزاج واقع ہوئے ہیں اُن کے لیے
وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ	اور اگر (بالفرض) آپ ہوتے سخت مزاج اور سنگدل
لَا لَفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ص	یقیناً وہ منتشر ہو جاتے آپ کے گرد سے
فَاعْفُ عَنْهُمْ	تو آپ درگزر کیجئے اُن سے

وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ	اور بخشش طلب کیجئے اُن کے لیے
وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ج	اور مشورہ کیجئے اُن سے معاملات میں
فَإِذَا عَزَمْتَ	پھر جب آپ پختہ فیصلہ کر لیں
فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ	تو توکل کیجئے اللہ پر
إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ۝۱۵۹	بے شک اللہ پسند فرماتا ہے توکل کرنے والوں کو۔

اس آیت میں نبی اکرم ﷺ کے مزاج کی نرمی کی تحسین فرمائی گئی اور اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مظہر قرار دیا گیا۔ اگر نبی اکرم ﷺ مزاج کے تیز اور دل کے سخت ہوتے تو ساتھی آپ ﷺ کے پاس سے بکھر جاتے۔ بقول اقبال ۷

کوئی کارواں سے ٹوٹا، کوئی بدگماں حرم سے

کہ میرے کارواں میں نہیں خوائے دلنوازی

اس کے بعد آپ ﷺ کو چند ہدایات دی گئیں، جو ہر میرے کارواں کے لیے مشعلِ راہ ہیں :

i - ساتھیوں کو اُن کی غلطیوں پر معاف کر دیں۔ احد میں ساتھیوں سے بہت بڑی غلطی ہوئی اور فتح شکست میں بدل گئی

لیکن پھر بھی انہیں معاف کرنے کی ہدایت دی گئی۔

ii - ساتھیوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجئے۔

iii - معاملات میں ساتھیوں سے مشاورت کیجئے تاکہ انہیں احساسِ شرارت ہو۔

iv - فیصلہ کثرتِ رائے سے نہیں بلکہ اپنی بصیرت سے کیجئے۔

v - فیصلہ کے بعد اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیجئے۔ ایسا کرنے والے ہی اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔

آیت ۱۶۰

فیصلہ کن شے اللہ تعالیٰ کی مدد ہے

اگر مدد فرمائے تمہاری اللہ	إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ
تو کوئی غالب آنے والا نہیں تم پر	فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ
اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا	وَإِنْ يَخْذُ لَكُمْ
تو کون ہے جو مدد کرے گا تمہاری اُس کے بعد	فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرْكُم مِّنْ بَعْدِهِ ۚ
اور اللہ پر پس لازم ہے کہ بھروسہ کریں مومن۔	وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۶۰﴾

یہ آیت اس ایمان افروز حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ فیصلہ کن شے اسباب نہیں اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ نہ اپنے اسباب کی قلت سے مایوس ہونا چاہیے اور نہ ہی دشمن کے اسباب کی کثرت سے مرعوب ہونا چاہیے۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو جائے تو اُس پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اس کے برعکس اگر کوئی اُس کی مدد سے محروم ہو جائے تو کسی اور کی مدد، اُسے کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

آیات ۱۶۱ تا ۱۶۳

نبی اکرم ﷺ کی دیانتداری اور اخلاص مسلم ہے

اور ممکن ہی نہیں کسی نبی کے لیے کہ وہ خیانت کرے	وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ
اور جس نے خیانت کی	وَمَنْ يَغْلُلْ
لے آئے گا جو اُس نے خیانت کی روزِ قیامت	يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۚ
پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر جان کو اُس کا جو اُس	ثُمَّ تَوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۱﴾	اور اُن پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔	نے کمایا
أَفَمِنْ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ	تو کیا جس نے پیروی کی اللہ کی رضا کی	
كَرِهْنَا بَاءً بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ	اُس جیسا ہو سکتا ہے جو لوٹا غضب لے کر اللہ کی طرف سے	
وَمَا لَهُ جَهَنَّمُ ط	اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے	
وَيُسَّسُ الْبَصِيرُ ﴿۱۲﴾	اور وہ بہت بری ہے لوٹنے کی جگہ۔	
هُمْ دَرَجَتٌ عِنْدَ اللَّهِ	اُن سب کے درجے ہیں اللہ کے ہاں	
وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾	اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے اُسے جو وہ کر رہے ہیں۔	

منافقین نے بہتان لگایا کہ نبی ﷺ کے پیش نظر ذاتی اقتدار کا حصول ہے۔ وہ اپنے اصل مقصد کو چھپا رہے ہیں۔ غلبہ دین کی جدوجہد کا تصور دے کر دوسروں کو اپنے ذاتی عزائم اور مفادات کے حصول کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ وہ کسی بات کو نہیں چھپا رہے۔ اُن کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے۔ جو اس کے سوا کسی اور مقصد کے لیے سرگرم عمل ہوا تو اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا۔ روزِ قیامت ہر شخص کا مقصد اور نیت ظاہر ہو جائے گی اور ہر ایک کو اُس کے کیے کا بدلہ مل کر رہے گا۔

آیت ۱۶۴

نبی اکرم ﷺ نے صالحین کی جماعت کیسے تیار کی؟

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ	یقیناً احسان فرمایا اللہ نے مومنوں پر
---	---------------------------------------

اِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ	جب بھیجے اُن میں ایک رسول اُنہی میں سے
يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ	وہ تلاوت کرتے ہیں اُن پر اللہ کی آیات
وَيُزَكِّيهِمْ	اور تزکیہ کرتے ہیں اُن کا
وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ	اور سکھاتے ہیں انہیں احکامات اور حکمت
وَ اِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٦﴾	اور بے شک وہ لوگ تھے اس سے پہلے یقیناً گمراہی میں۔

سورہ بقرہ آیات ۱۲۹ اور ۱۵۱ کے بعد اب تیسری بار ایک اہم مضمون اس آیت میں بیان ہو رہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اُنہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیج کر بہت بڑا احسان فرمایا ہے۔ ان رسول ﷺ نے چار وظائف کے ذریعہ بگڑے ہوئے معاشرہ میں سے صالحین کی ایک ایسی جمعیت تیار کی جس نے مال و جان کی بے مثال قربانیاں دے کر ظالمانہ نظام کو نیست و نابود کیا اور اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کر دیا۔ آپ ﷺ کے چار وظائف یہ ہیں:

- i- آیات قرآنیہ کی تلاوت کے ذریعہ لوگوں کو خوابِ غفلت سے نکلنے کی دعوت دینا۔
- ii- دعوتِ قرآنی قبول کرنے والوں کا قرآن کے ذریعہ تزکیہ کرنا یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت کے اجر کا طلب گار بنانا۔
- iii- قرآن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے آگاہ کرنا۔
- iv- دین کی تعلیمات و احکامات کی حکمت سے روشناس کرانا۔

آج بھی یہی مسنون لائحہ عمل، موجودہ بگڑے ہوئے معاشرہ کی اصلاح کے لیے مفید ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ لائحہ عمل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۶۵ تا ۱۶۸

احد میں شکست کی وجہ اور حکمت

اور (اے مسلمانو!) کیا جب پہنچی تمہیں کوئی مصیبت	أَوَلَمْ يَأْصَابِكُمْ مَّصِيبَةٌ
یقیناً تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو بدر میں) دو گنا اس (مصیبت) سے	قَدْ أَصَبْتُمْ مِّثْلَهَا ۚ
تم نے کہا کیسے ہوا یہ؟	قُلْتُمْ أَتَىٰ هَذَا
اے نبی! فرمائیے یہ تمہاری اپنی طرف سے ہے	قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِكُمْ ۚ
بے شک اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔	إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۱۶۵﴾
اور جو کچھ پہنچا تمہیں اُس دن جب باہم ٹکرائیں دو جماعتیں	وَمَا أَصَابَكُمْ يَوْمَ التَّتَىٰ الْجَعِينِ
تو وہ اللہ کے حکم سے تھا	فَبِإِذْنِ اللَّهِ
اور تاکہ وہ ظاہر کر دے مومنوں کو۔	وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۶۶﴾
اور تاکہ وہ ظاہر کر دے اُن کو جو منافق ہوئے	وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ نَافَقُوا ۚ
اور کہا گیا تھا اُن (منافقوں) سے	وَقِيلَ لَهُمْ
آؤ جنگ کرو اللہ کی راہ میں یا دفاع کرو	تَعَالَوْا قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ ادْفَعُوا ۚ
انہوں نے کہا اگر ہم جانتے کہ جنگ ہوگی تو ہم ضرور	قَالُوا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَا اتَّبَعْنَكُمْ ۚ

پیروی کرتے تمہاری	
وہ کفر سے اُس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے	هُمْ لِلْكَفْرِ يَوْمَئِذٍ أَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْإِيمَانِ ۚ
وہ کہتے ہیں اپنے مومنوں سے وہ جو نہیں ہے اُن کے دلوں میں	يَقُولُونَ بِأَفْوَهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ
اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے اُسے جو وہ چھپاتے ہیں۔	وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُونَ ﴿٢٤﴾
جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں اور خود بیٹھے رہے	الَّذِينَ قَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ وَقَعَدُوا
اگر وہ کہنا مانتے ہمارا، قتل نہ کیے جاتے	لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا
اے نبی! فرمائیے تو ہٹاؤ اپنے آپ سے موت کو	قُلْ فَادْرَءُوا عَنْ أَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ
اگر تم سچے ہو۔	إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٥﴾

بعض مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمارے ساتھ ہے تو کفار ہم پر فتح پا ہی نہیں سکتے۔ جب احد میں انہیں شکست ہوئی تو انہیں سخت صدمہ پہنچا۔ انہوں نے حیرت سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا؟ یہ آیات اس حیرانی کو دور کر رہی ہیں۔ فرمایا اے مسلمانو! اگر احد میں تمہارے ۷۰ ساتھی شہید ہوئے ہیں تو بخلاف اس کے بدر میں کفار کے ۷۰ آدمی مارے گئے تھے اور ۷۰ گرفتار ہوئے تھے۔ احد کی شکست تمہاری اپنی کمزوریوں اور غلطیوں کا نتیجہ ہے۔ تم نے نظم کی خلاف ورزی کی اور فتح شکست میں بدل گئی۔ اب کیوں پوچھتے ہو کہ یہ مصیبت کہاں سے آئی؟ البتہ اس شکست کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور منافقوں کو علیحدہ کر دیا۔ منافقین نے اس موقع پر جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تین گنا بڑے دشمن سے جنگ کرنا، جنگ نہیں بلکہ خود کشی ہے۔ اُس روز اُن کا باطن ایمان کے مقابلہ میں کفر سے زیادہ قریب تھا۔ بقول شاعر۔

ایماں مجھے روکے ہے، جو کھینچے ہے مجھے کفر

کعبہ میرے پیچھے ہے کلیسا میرے آگے

وہ خود تو مقابلہ سے فرار ہو گئے اور اب کہہ رہے ہیں کہ اگر ہماری بات مانی گئی ہوتی تو یوں ۷۰ مسلمان شہید نہ ہوتے۔ فرمایا کہ تم اپنے اوپر سے موت کو ٹال کر دکھاؤ، اگر واقعی سچے ہو۔

آیات ۶۹ تا ۱۷۱

شہداء کے لیے انعامات

اور ہر گز نہ گمان نہ کرنا انہیں جو قتل کر دیے جائیں اللہ کی راہ میں مردہ	وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ط
بلکہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس	بَلْ أَحْيَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ
وہ رزق دیے جاتے ہیں۔	يُرْزُقُونَ ﴿۱۶۹﴾
بہت خوش ہیں اُس سے جو عطا کیا انہیں اللہ نے اپنے فضل سے	فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۝
اور خوشی مناتے ہیں اُن کی جو نہیں ملے ان سے ان کے پیچھے سے	وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۝
کہ نہیں ہوگا کوئی خوف اُن پر بھی اور نہ ہی وہ غمگیں ہوں گے۔	أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۷۰﴾
وہ خوشی مناتے ہیں اُس نعمت کی جو اللہ کی طرف سے ہے اور فضل کی	يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ اللَّهِ وَفَضْلٍ

وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤١﴾	اور بے شک اللہ ضائع نہیں کرتا مومنوں کا اجر۔
---	--

ان آیات میں اُن سعادت مندوں کے اونچے مقام اور انعامات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جامِ شہادت نوش کرتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

- i- جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائیں انہیں مردہ مت سمجھو۔ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ وہاں وہ رزق پارہے ہیں۔
- ii- جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے انہیں دی ہیں اُن پر انتہائی شاداں اور فرحاں ہیں۔
- iii- وہ اپنے اُن ساتھیوں کے بارے میں دائمی چین اور سکون کی بشارتیں وصول کر رہے ہیں جو بعد میں جنت میں اُن سے ملنے والے ہیں۔
- iv- اللہ تعالیٰ انہیں اپنی طرف سے مزید نعمتوں اور فضل کی خوشخبریاں عطا فرما رہے ہیں۔

آیات ۷۲ تا ۷۵

زخموں سے چور صحابہؓ کی جرأت و بہادری

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ	وہ جنہوں نے لبیک کہا اللہ اور رسولؐ کی پکار پر
مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۚ	اس کے بعد کہ لگ چکا تھا انہیں زخم
لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٤٢﴾	اُن کے لیے جو نیک ہوئے اُن میں سے اور پرہیزگاری اختیار کی، بہت بڑا اجر ہے۔
الَّذِينَ قَالُوا لَهُمُ النَّاسُ	وہ کہ کہا جن سے لوگوں نے
إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ	بے شک لوگوں نے جمع کر لیا ہے (بہت بڑا لشکر) تمہارے (مقابلے کے) لیے

فَاخْشَوْهُمْ	پس ڈرو ان سے
فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۝	تو اس (بات) نے بڑھا دیا انہیں ایمان میں
وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ۝۴۲	اور انہوں نے کہا کافی ہے ہمارے لیے اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے۔
فَاَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ	پھر وہ لوٹے وہ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل لے کر
لَمْ يَسْسِسْهُمْ سُوءًا ۝	نہیں پہنچی انہیں کوئی برائی
وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ ۝ ط	اور انہوں نے پیروی کی اللہ کی رضا کی
وَاللّٰهُ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ ۝۴۳	اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔
اِنَّا ذُرِيَّتُكُمْ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَ ۝	بے شک یہ شیطان ہی ہے جو ڈراتا ہے اپنے دوستوں سے
فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُوْنَ	پس مت ڈرو ان سے اور ڈرو مجھ سے
اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝۴۴	اگر تم مومن ہو۔

نبی کریم ﷺ کو اندیشہ تھا کہ کہیں مشرکین اُحد میں مسلمانوں کی شکست سے حوصلہ پا کر مدینہ پر حملہ کے لیے پلٹ نہ آئیں۔ آپ ﷺ نے صحابہؓ کو حکم دیا کہ مشرکین کا تعاقب کرو۔ اگرچہ صحابہؓ زخموں سے چور تھے لیکن انہوں نے آپ ﷺ کی پکار پر لبیک کہا اور آٹھ میل تک مشرکین کا تعاقب کرتے ہوئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کے اس جذبہ کو بہت پسند فرمایا اور ان آیات میں اس کی تحسین فرمائی۔ اُحد سے پلٹتے ہوئے مشرکین کے سردار ابوسفیان نے مسلمانوں کو چیلنج دیا تھا کہ آئندہ سال ایک بار پھر بدر میں مقابلہ ہوگا۔ مگر جب وعدے کا وقت قریب آیا تو اس کی ہمت نے جواب دے دیا کیونکہ اُس سال مکہ میں قحط تھا۔ لہذا

اُس نے پہلو بچانے کے لیے یہ تدبیر کی کہ ایک شخص کو مدینہ بھیجا جس نے مسلمانوں میں یہ افواہ پھیلائی کہ اب کے سال قریش نے بڑی زبردست تیاری کی ہے اور ایسا بھاری لشکر جمع کر رہے ہیں جس کا مقابلہ تمام عرب میں کوئی نہ کر سکے گا۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ مسلمان خوفزدہ ہو کر مدینہ سے نہ نکلیں اور مقابلہ پر نہ آنے کی ذمہ داری اُنہی پر رہے۔ ابوسفیان کی اس چال کا اثر اُس کی توقع کے برعکس نکلا۔ اس خبر سے مسلمانوں کا ایمانی جوش اور بھی بڑھ گیا اور وہ پکار اُٹھے 'ہمارے لیے کافی ہے اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے'۔ اللہ تعالیٰ نے اس ایمان اور پامردی پر صحابہ کو عظیم اجر و ثواب کی نوید سنائی۔ رسول اللہ ﷺ ۱۵۰۰ صحابہ کو ساتھ لے کر میدان بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ مشرکین مقابلہ پر نہ آئے۔ آپ ﷺ آٹھ روز تک بدر کے مقام پر اُن کے انتظار میں مقیم رہے۔ اس دوران صحابہ کرام نے ایک تجارتی قافلہ سے کاروبار کر کے خوب مالی فائدہ بھی حاصل کیا۔

آیات ۷۶ تا ۸۸

کافروں کا برا انجام ہوگا

وَلَا يَحْزُنُكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ ۚ	اور اے نبی! غمزدہ نہ کریں آپ کو وہ لوگ جو بہت بھاگ دوڑ کرتے ہیں کفر میں
إِنَّهُمْ لَنْ يَصُرُوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ	بے شک وہ ہر گز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ بھی
يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حِزًّا فِي الْآخِرَةِ ۚ	چاہتا ہے اللہ نہ رہنے دے اُن کا کوئی حصہ آخرت میں
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧٦﴾	اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔
إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ	بے شک جنہوں نے لے لیا کفر ایمان کے بدلے میں
لَنْ يَصُرُوا اللَّهَ شَيْئًا ۚ	وہ ہر گز نہ بگاڑ سکیں گے اللہ کا کچھ بھی
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا	اور ہر گز خیال نہ کریں وہ جنہوں نے کفر کیا
أَنَّا نُبَلِّغُهُمْ خَيْرٌ لَّا نَفْسُهُمْ	کہ ہم جو ڈھیل دے رہے ہیں انہیں وہ خیر ہے اُن کے حق میں
إِنَّا نُبَلِّغُهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۚ	بے شک ہم صرف اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں انہیں تاکہ وہ بڑھ جائیں گناہ میں
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿۴﴾	اور اُن کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

یہ آیات نبی اکرم ﷺ کی دلجوئی کا مضمون بیان کر رہی ہیں۔ مشرکین، یہود اور منافقین سب کے سب اسلام کو مٹانے کے لیے انتہائی سرگرمی سے کوششیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسلام کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ یہ اپنی ہی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ ان بد نصیبوں نے دنیا کے گھٹیا اور عارضی مفادات کے عوض ایمان کے بجائے کفر کو اختیار کیا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ ان کی رسی دراز فرما رہا ہے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ جرائم کر کے اپنا نامہ اعمال اور سیاہ کر لیں۔ ان کے لیے بہت بڑا، دردناک اور ذلت والا عذاب ہے۔

آیت ۱۷۹

آزمائش مومن اور منافق کو جدا کر دیتی ہے

مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ	نہیں ہے اللہ کہ چھوڑ دے مومنوں کو اسی حال پر تم ہو جس پر
حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۚ	یہاں تک کہ وہ جدا کر دے گانا پاک لوگوں کو پاک لوگوں سے
وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ	اور نہیں ہے اللہ کہ خبر دے تمہیں غیب کی

وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ	اور لیکن اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے
فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ	پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر
وَ اِنْ تُوْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا	اور اگر تم ایمان لے آئے اور تم نے پرہیزگاری اختیار کی
فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۹﴾	تو تمہارے لیے بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ ایمان کا دعویٰ کرنے والوں کو آزماتا ہے تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون سچا مومن ہے اور کون ایمان کا محض زبانی دعویٰ کر رہا ہے۔ سچے ایمان کا تعلق انسان کی باطنی کیفیات سے ہے۔ باطنی کیفیات غیب کے معاملات میں سے ہیں۔ غیب کے معاملات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے یا ان میں سے کچھ سے اپنے رسولوں کو آگاہ فرمادیتا ہے۔ عام لوگوں پر انسانوں کی باطنی کیفیات ظاہر ہوتی ہیں آزمائشوں کے دوران ان کے رویوں سے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے ایمان کی دولت عطا فرمائے اور اگر کوئی آزمائش آہی جائے تو اس ایمان پر ثابت قدمی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۸۰

بِخُلْ رَوْزِ قِيَامَتِ لَكِ كَا طَوْقِ هَوَا

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخُلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمْ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ	اور ہر گز گمان نہ کریں وہ جو بخل کرتے ہیں اُس میں جو دیا ہے انہیں اللہ نے اپنے فضل سے
هُوَ خَيْرٌ لّٰهُمْ ۚ	(کہ) ایسا کرنا بہتر ہے ان کے لیے
بَلْ هُوَ شَرٌّ لّٰهُمْ ۚ	بلکہ وہ شر ہے ان کے لیے
سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ	عنقریب انہیں طوق پہنائے جائیں گے اُس مال کے

اُنہوں نے بخل کیا جس میں روزِ قیامت	
اور اللہ ہی کے لیے ہے وراثت آسمانوں اور زمین کی	وَلِلّٰهِ مِيرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
اور اللہ اُس سے جو تم کر رہے ہو خوب باخبر ہے۔	وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۱۸

۱۸

اس آیت میں وعید سنائی گئی کہ بخل کرنا انسان کے حق میں خیر نہیں بلکہ شر ہے۔ روزِ قیامت بچا بچا کر رکھا ہوا مال طوق کی صورت میں سامنے آئے گا اور اس سے انسان کو جکڑ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی راہ میں مال لگانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! مزید ارشاد ہوا کہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اگر اُس پر مخلوق کا قبضہ ہے بھی تو وہ عارضی ہے۔ یہ عارضی قبضہ بہر حال چھوڑنا ہے۔ لہذا عقل مند ہے وہ جو اس عارضی قبضہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے مال کو اُس کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتا ہے۔ نادان ہے وہ جو اُسے بچا بچا کر رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

آیات ۱۸ تا ۱۸۴

یہود کی گستاخیاں اور جھوٹ

یقیناً سن لی اللہ نے بات اُن کی جنہوں نے کہا بے شک اللہ فقیر ہے اور ہم مال دار ہیں	لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَّا۟ ۝۱۸
ہم لکھ لیں گے اُسے جو اُنہوں نے کہا	سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْۤا
اور اُن کا قتل کرنا انبیاء کو ناحق	وَقَتْلُهُمُ الْاَنْبِيَا۟ بِغَيْرِ حَقٍّ ۝۱۹
اور ہم کہیں گے کہ چکھو جلادینے والے عذاب کا مزہ۔	وَنَقُوْلُ ذُوْۤقُوْۤا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝۲۰
یہ ہے اُس کی وجہ سے جو آگے بھیجا تمہارے ہاتھوں نے	ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتْ اَيْدِيْكُمْ
اور بے شک اللہ نہیں ہے بندوں پر کچھ بھی ظلم کرنے والا۔	وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلّٰمٍ لِّلْعٰبِدِیْنَ ۝۲۱

یہ وہ ہیں جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ نے وعدہ لے رکھا ہے ہم سے	الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عٰهَدَ اِلَيْنَا
کہ ہم بات نہیں مانیں گے کسی رسول کی	اَلَا نُؤْمِنُ بِرَسُوْلٍ
یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایسی قربانی کھا جائے جسے آگ	حَتّٰى يٰۤاتَيْنَا بِقُرْبٰنٍ تٰكُلُهٗ النَّارُ ط
اے نبی! فرمائیے آچکے ہیں تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے	قُلْ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ قَبْلِى
واضح نشانیوں کے ساتھ	بِالْبَيِّنٰتِ
اور اُس نشانی کے ساتھ بھی جو تم نے بیان کی	وَ بِالَّذِى قُلْتُمْ
پھر کیوں تم نے قتل کیا تھا انہیں	فَلِمَ قَتَلْتُمُوهُمْ
اگر تم سچے ہو۔	اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۸۲﴾
پھر اگر وہ جھٹلائیں آپ کو	فَاِنْ كَذَّبُوْكَ
تو یقیناً جھٹلائے گئے تھے رسول آپ سے پہلے	فَقَدْ كَذَّبَ رَسُوْلٌ مِّنْ قَبْلِكَ
وہ (رسول) لائے تھے واضح دلیلیں اور صحیفے اور روشن کتاب۔	جَاءُوْا بِالْبَيِّنٰتِ وَ الزُّبْرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۱۸۳﴾

ان آیات میں یہود کی گستاخیوں کا بیان ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شان میں یہ گستاخی کی کہ وہ اپنی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے گویا وہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں (معاذ اللہ!)۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُن کی یہ گستاخی نوٹ کر لی گئی ہے اور سابقہ جرائم بھی۔ انہیں ان جرائم کی بھرپور سزا مل کر رہے گی۔ نبی ﷺ پر ایمان لانے کے حوالے سے یہود نے یہ جھوٹا عذر تراشا کہ اللہ

نے ہمیں پابند کر دیا ہے کہ ہم صرف اُسے نبی مانیں جس کی پیش کردہ قربانی کو آسمان سے آکر آگ جلاڈالے۔ فرمایا کہ ماضی میں کئی رسول آئے تھے واضح نشانیوں کے ساتھ اور ان کے بیان کردہ معجزہ کے ساتھ بھی۔ یہود نے انہیں جھٹلایا اور کئی انبیاء کو شہید بھی کر دیا۔ نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی گئی کہ یہود کی مخالفت سے غمگین نہ ہوں، یہ ان کی قدیم روش ہے۔ بہت جلد انہیں بھون دینے والے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔

آیت ۱۸۵

اصل کامیابی جہنم سے نجات ہے

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ط	ہر جان چکھنے والی ہے موت
وَأَنبَأْتُوَقُونَ أَجْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ط	اور بے شک تمہیں پورے پورے دیے جائیں تمہارے اجر قیامت کے دن
فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ	پس جو بچا لیا گیا آگ سے
وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ	اور داخل کر دیا گیا جنت میں
فَقَدْ فَازَ ط	تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا
وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿١٨٥﴾	اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکے کا سامان۔

اس آیت میں ایک یقینی حقیقت کا ذکر کیا گیا کہ ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ دنیا، دارالعمل ہے اور دارالجزاء آخرت ہے۔ روزِ آخرت جو خوش نصیب جہنم سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا وہ اصل کامیابی کو پا گیا۔ دنیا کی ہر کامیابی عارضی ہے اور یہاں کی ہر ناکامی بھی وقتی ہے۔ دنیا میں کسی پر نعمتوں کی بارش ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ حق پر ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہے۔ اسی طرح کسی کا مصائب و مشکلات میں مبتلا ہونا بھی اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ باطل پر ہے اور اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہے۔ ایسا سمجھنا دھوکہ میں رہنا ہے۔ ممکن ہے آخرت میں نتائج اس کے برعکس ہوں۔ اسی طرح دنیا کی عارضی بہار، ظاہری زیب و

زینت اور رعنائیاں بھی دھوکہ کا سامان ہیں۔ ان کے فریب میں آکر انسانوں کی اکثریت آخرت کی تیاری سے غفلت کا شکار ہو جاتی ہے۔ بقول اقبال ۷

کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا

فریبِ سود و زیاں، لا الہ الا اللہ

آیت ۱۸۶

مخالفت کے جواب میں صبر اور تقویٰ کی نصیحت

لَتُبْلَوْنَ فِيْ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۚ	یقیناً تم آزمائے جاؤ گے اپنے مال اور اپنی جانوں میں
وَلَتَسْمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ اَوْثَقُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ	اور یقیناً تم سنو گے اُن سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے
وَمِنَ الَّذِينَ اَشْرَكُوا	اور اُن سے جنہوں نے شرک کیا
اَذًى كَثِيْرًا ۖ	بہت سی اذیت دینے والی باتیں
وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوا	اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری اختیار کرو
فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾	تو بے شک یہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اس آیت میں واضح کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کاٹھوں سے بھری گزر گاہ ہے۔ یہاں بار بار آزمائشیں آئیں گی اور مال و جان کی قربانی دے کر اپنے مخلص ہونے کا ثبوت دینا پڑے گا۔ پھر مشرکین اور اہل کتاب سے اذیت ناک طنزیہ باتیں سننا پڑیں گی۔ ایسے میں جو اہل ایمان صبر اور تقویٰ کی روش پر قائم رہے تو یہ بڑے ہی ہمت اور اعلیٰ ظرفی کے مظاہر ہیں سے ہے۔ گویا مسلمانوں کو نصیحت کی

جاری ہے کہ دشمنوں کے جھوٹے الزامات اور بیہودہ طرزِ کلام کے مقابلہ میں تم ایسی روش پر نہ اتر آؤ جو صداقت و انصاف، وقار و تہذیب اور اخلاق و شائستگی کے خلاف ہو۔

آیت ۱۸۷

اہل کتاب کی اللہ کی کتاب کے ساتھ بے وفائی

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ	اور جب لیا اللہ نے عہد اُن سے جنہیں دی گئی کتاب
لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ	تم ضرور واضح کرو گے اس (کتاب) کو لوگوں کے لیے
وَلَا تَكْتُمُونَهُ	اور نہ چھپاؤ گے اسے
فَبَدَّلُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ	تو اُنہوں نے ڈال دیا اُس کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے
وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا	اور لے لی اُس کے بدلے تھوڑی سی قیمت
فَبُئْسَ مَا يَشْتَرُونَ ﴿١٨٧﴾	پس بہت ہی برا ہے جو وہ لے رہے ہیں۔

اس آیت میں ذکر کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اُس کی کتاب کی تعلیمات لوگوں تک پہنچائیں گے اور اُن تعلیمات میں سے کچھ بھی نہیں چھپائیں گے۔ اُنہوں نے بد عہدی کی، اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔ اُن کی اکثریت اپنے اوقات، اللہ کی کتاب کو سیکھنے اور سکھانے کے بجائے دنیا داری میں لگاتی رہی۔ اُن کے علماء دنیوی مفادات اور مصلحتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکامات میں تحریف کرتے رہے یا اُنہیں چھپاتے رہے۔ گویا اُنہوں نے دنیا کے حقیر سے مفادات کے تحت اللہ کی کتاب کا سودا کر لیا۔ پس برا سودا ہے جو اُنہوں نے کیا۔ بد قسمتی سے آج یہی جرم اُمتِ مسلمہ قرآنِ حکیم کے ساتھ کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رویہ کی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیات ۱۸۸ تا ۱۸۹

تعریف و تحسین کی خواہش عذاب سے دوچار کر دے گی

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا أَتَوْا	ہر گز نہ گمان نہ کرنا انہیں جو اتراتے ہیں اُس پر جو انہوں نے کیا
وَيُجِبُونَ أَنْ يُحَدِّثُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوا	اور پسند کرتے ہیں کہ اُن کی تعریف کی جائے اُن کاموں پر بھی جو انہوں نے کیے ہی نہیں
فَلَا تَحْسَبَنَّ لَهُمْ بِفَازَةِ مِنَ الْعَذَابِ ج	پس ہر گز نہ گمان نہ کرنا انہیں بچ نکلنے میں کامیاب عذاب سے
وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۸۸	اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہے۔
وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ط	اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی
وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۸۹	اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

پنج

آیت ۱۸۸ میں ایسے لوگوں کو وعید سنائی گئی جو اپنی کاوشوں پر اتراتے اور شہرت کے طلب گار ہوتے ہیں۔ پھر وہ چاہتے ہیں کہ ایسے کاموں پر بھی اُن کی تحسین کی جائے جو انہوں نے کیے ہی نہیں۔ یہ روش انتہائی خطرناک ہے۔ نیکی کی توفیق اللہ تعالیٰ دیتا ہے لیکن خود پسند انسان اُسے اپنی کاوش سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی ناشکری کرتا ہے۔ دنیا میں داد و تحسین کی خواہش کر کے آخرت کے اجر کو ضائع کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں دردناک عذاب ہے۔ آیت ۱۸۹ میں فرمایا گیا کہ آسمانوں اور زمین کا کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ گویا انسان کی خیر اسی میں ہے کہ خود کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع کر دے۔

آیت ۱۹۰

کائنات کی تخلیق پر غور، اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ذریعہ

بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں	إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
اور رات اور دن کے بدلنے میں	وَاجْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ
یقیناً نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔	لَايَةٍ لِلْأُولَى الْأَلْبَابِ ﴿١٩٠﴾

اس آیت میں بیان کیا گیا کہ آسمان و زمین کی تخلیق اور رات اور دن کے الٹ پھیر پر غور و فکر اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اتنی بڑی کائنات کی تخلیق، اس میں موجود ایک مربوط نظام اور اس کا ایک طے شدہ ضابطہ کے ساتھ مسلسل کام کرنا، اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی ہستی ہے جس نے اسے نہ صرف بنایا ہے بلکہ وہی اسے چلا بھی رہی ہے بقول شاعر۔

حق میری دسترس سے باہر ہے

حق کے آثار دیکھتا ہوں میں

آیات ۱۹۱ تا ۱۹۲

سلوک قرآنی ... ذکر و فکر

وہ جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ کو کھڑے، بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے ہوئے	الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ
اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں	وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ
(اور پکاراٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے نہیں پیدا	رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۚ

کیا یہ سب بے مقصد	
توپاک ہے، سو بچالے ہمیں آگ کے عذاب سے۔	سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ①
اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں، سو یقیناً تو نے رسوا کر دیا اُسے	رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ اخْزَيْتَهُ
اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار۔	وَمَا لِلظَّالِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ②

ان آیات میں رہنمائی دی گئی کہ آیاتِ آفاقی پر غور و فکر کر کے معرفتِ ربانی حاصل کرنے والے خرد مند اب اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہوئے اُس کی پیدا کردہ تخلیق پر مزید غور کرتے ہیں اور اس نتیجہ تک پہنچ جاتے ہیں کہ کائنات میں ہر شے بامقصد ہے۔

برگِ درختانِ سبز در نظر ہوشیار

ہر درختے دفترِ است معرفتِ کردگار

(ایک عقلمند انسان کی نگاہ سبز درخت کے پتوں کہ دیکھ کر یہ راز پالیتی ہے کہ ہر ہر پتہ میں اُس کے خالق کی

معرفت کا خزانہ پوشیدہ ہے)

ہر شے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر رہی ہے اور ہمیں بھی کرنی چاہیے۔ ہمارا ضمیر ہمیں اسی مقصد کی یاد دلاتا ہے۔ ہمارے باطن میں ضمیر کی آواز بھی بے مقصد نہیں۔ برائی پر اس کی ڈانٹ اور نیکی پر تحسین مکافاتِ عمل کی دلیل ہے۔ دنیا میں برائی کا برا اور نیکی کا اچھا نتیجہ نہیں نکلتا۔ نتائج کسی اور جہان میں ظاہر ہوں گے۔ جن لوگوں نے کائنات کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ضمیر کی آواز پر لبیک کہہ کر نیکی کی وہ سرخرو ہوں گے۔ جنہوں نے اس کے برعکس روش اختیار کی وہ اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئے۔ بے مقصد شے کوڑا کرکٹ ہے اور آگ میں جلانے جانے کے ہی لائق ہے۔ لہذا خرد مند دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔ گویا ذکر و فکر سے خرد مند توحید سے آغاز کرتے ہوئے آخرت پر ایمان تک سفر کر لیتے ہیں۔ یہ ذکر و فکر ہی سلوکِ قرآنی ہے جس سے انسان معرفت کے خزانوں کو پالیتا ہے۔ بقولِ اقبال۔

جزبہ قرآن ضیغیِ روباہی است

فقرِ قرآن اصلِ شاہنشاہی است

فقرِ قرآن؟ اختلاطِ ذکر و فکر

فکر را کامل نہ دیدم جز بہ ذکر

(قرآن کے بغیر توشیر کی حیثیت بھی بس لومڑی جیسی ہے۔ بادشاہی تو اُس فقر سے حاصل ہوتی ہے جو قرآن عطا کرتا ہے۔ قرآن کا عطا کردہ فقر ذکر اور فکر کا مجموعہ ہے۔ میں نے کبھی بھی ذکر کو فقر کے بغیر کامل نہیں دیکھا)

آیات ۱۹۳ تا ۱۹۴

تکمیل ایمان اور ایمان افروز دعائیں

اے ہمارے رب! بے شک ہم نے سنا ایک پکارنے والے کو جو پکار رہا تھا ایمان کے لیے	رَبَّنَا إِنَّا سَبَعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ
کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر، تو ہم ایمان لے آئے	أَنْ آمَنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا
اے ہمارے رب! پس بخش دے ہمارے گناہ	رَبَّنَا فَاعْفُ رْ لَنَا ذُنُوبَنَا
اور دور کر دے ہم سے ہماری خطائیں	وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا
اور ہمیں وفات دے نیک لوگوں کے ساتھ۔	وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ
اے ہمارے رب! اور عطا فرما ہمیں وہ سب جس کا تو نے وعدہ کیا ہے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعہ	رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ
اور رسوانہ کرنا ہمیں روزِ قیامت	وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بے شک تو خلاف ورزی نہیں کرتا وعدے کی۔	إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ

ان آیات میں ایمان بالرسالت کا ذکر ہے۔ غور و فکر کے ذریعہ توحید اور آخرت پر ایمان لانے والوں کے سامنے جیسے ہی کسی نبی کی

دعوتِ ایمان آتی ہے وہ ابو بکر صدیقؓ کی طرح لپک کر اُسے قبول کرتے ہیں۔ اس لیے کہ

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُس نے کہا

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ ہی میرے دل میں ہے

اب یہ بندے اللہ تعالیٰ کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمارا خاتمہ فرما

نیک لوگوں کے ساتھ۔ ہمیں وہ تمام بھلائیاں عطا فرما جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کے ذریعہ۔ بے شک تیرا وعدہ

سچا ہے، اندیشہ ہے کہ کہیں ہم اس وعدے کے مصداق نہ ٹھہریں۔ اس رسوائی سے ہمیں روزِ قیامت محفوظ فرما۔ آمین!

آیت ۱۹۵

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ	تو قبول فرمائی اُن کی دعا اُن کے پروردگار نے
اِنِّي لَا اُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ	(فرمایا) بے شک میں ضائع نہیں کرتا تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل
مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى	خواہ وہ مرد ہو یا عورت
بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ	تم میں سے کچھ دوسروں سے ہیں
فَالَّذِينَ هَاجَرُوا	پھر وہ جنہوں نے ہجرت کی
وَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ	اور جو نکالے گئے اپنے گھروں سے
وَ اُوْدُوا فِي سَبِيلِيْ	اور جو ستائے گئے میری راہ میں

وَقَاتِلُوا وَقَاتِلُوا	اور جنہوں نے جنگ کی اور جو قتل کیے گئے
لَا تُكْفِرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ	میں ضرور دور کردوں گا اُن سے اُن کی برائیاں
وَلَا دُخْلَهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	اور ضرور داخل کروں گا انہیں اُن باغات میں کہ بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں
ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ ط	(یہ) بدلہ ہے اللہ کے پاس سے
وَاللَّهُ عِنْدَكَ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝۱۹۵	اور اللہ ہی کے پاس ہے بہترین بدلہ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی دعاؤں کی قبولیت کی بشارت دی۔ مزید فرمایا کہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت دونوں کو اس کا بدلہ مل کر رہے گا۔ گویا عمل کے میدان میں مرد اور عورت کے لیے آگے بڑھنے کے یکساں مواقع ہیں (صرف خاندان میں نظم قائم کرنے کے لیے بیوی کو شوہر کے تابع کیا گیا ہے۔ النساء: ۳۴)۔ اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر اُن لوگوں کا عمل محبوب ہے جنہوں نے اُس کی خاطر ہجرت کی، اُس کی راہ میں تکالیف برداشت کیں، دشمنانِ حق سے جنگ کی اور جامِ شہادت نوش کیے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی خطائیں معاف فرمائے گا اور اپنے خاص بدلے کے طور پر جنت کی نعمتوں سے شاد کام فرمائے گا۔

آیات ۱۹۶ تا ۱۹۸

کافروں کی سرگرمیوں کا اثر نہ لو

لَا يَغْرِبُكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ط	اے نبی! ہر گز دھوکہ میں نہ ڈالے آپ کو چلنا پھرنا اُن کا جنہوں نے کفر کیا ہے شہروں میں۔
مَتَاعٌ قَلِيلٌ	تھوڑا سا فائدہ ہے
ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ	پھر اُن کا ٹھکانا جہنم ہے

اور براہے یہ ٹھکانا۔	وَبُئْسَ الْبِهَادُ ﴿١٩﴾
لیکن وہ کہ جو بچتے رہے اپنے رب کی نافرمانی سے	لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ
اُن کے لیے ایسے باغات ہیں بہتی ہیں جن کے نیچے سے نہریں	لَهُمْ جَنَّاتُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں	خَالِدِينَ فِيهَا
مہمانی ہے اللہ کی طرف سے	نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ
اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ بہتر ہے نیک لوگوں کے لیے۔	وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴿٢٠﴾

ان آیات میں نبی اکرم ﷺ اور اُن کے توسط سے اہل ایمان کو ہدایت دی گئی کہ احد میں وقتی کامیابی کے بعد کافروں کی سرگرمیوں اور بھاگ دوڑ میں تیزی سے مرعوب نہ ہوں۔ یہ وقتی ابھار ہے اور اُن کے لیے محض "چار دن کی چاندنی" ہے۔ عنقریب اُن کی "اندھیری رات" آنے والی ہے اور وہ ہمیشہ ہمیش جہنم کی آگ میں جلتے رہیں گے۔ اس کے برعکس اہل ایمان کی مشکلات وقتی ہیں۔ عنقریب انہیں جنت کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں گی جن کا درجہ بھی ابتدائی ضیافت کا ہوگا۔ اصل نعمت وہ ملے گی جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کافروں کی وقتی اور ظاہری شان و شوکت سے متاثر ہونے سے محفوظ فرمائے اور اپنی رضا اور آخرت کی کامیابی کے حصول کو مطلوب و مقصود بنا کر مسلسل اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۱۹۹

اہل کتاب میں بھی صالحین ہیں

وَإِنَّ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ	اور بے شک اہل کتاب میں سے یقیناً وہ ہیں جو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا تمہاری طرف
وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ	اور اُس کلام پر جو نازل کیا گیا اُن کی طرف
خُشِعِينَ لِلَّهِ	وہ عاجزی اختیار کرنے والے ہیں اللہ کے لیے
لَا يَشْتَرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا	نہیں لیتے اللہ کی آیات کے بدلے تھوڑی سی قیمت
أُولَئِكَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖ	یہی لوگ ہیں جن کے لیے اُن کا اجر ہے اُن کے رب کے پاس
إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۱۹۹	بے شک اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔

اس آیت میں بشارت دی گئی کہ اہل کتاب میں بھی ایسے صالحین ہیں جو اللہ تعالیٰ، اُس کے آخری رسول ﷺ اور قرآن حکیم پر ایمان لائیں گے۔ وہ دنیا کے وقتی مفادات کے عوض اللہ تعالیٰ کے کلام کا سودا نہیں کریں گے۔ ایسے سعادت مندوں کا اجر اللہ کے ہاں محفوظ ہے۔

آیت ۲۰۰

فلاحِ اخروی کے لیے چار ہدایات

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! صبر کرو	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا
اور صبر میں بازی لے جاؤ (دشمنوں سے)	وَصَابِرُوا
اور ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جاؤ	وَرَابِطُوا
اور بچتے رہو اللہ کی نافرمانی سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔	وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

۱۱

سورۃ آل عمران کی اس آخری آیت میں اہل ایمان کو فلاحِ اخروی کے حصول کے لیے چار ہدایات دی گئیں:

i- اللہ تعالیٰ کی راہ میں استقامت کے ساتھ ڈٹے رہو۔

ii- صبر و استقامت میں کفار سے بازی لے جاؤ۔

iii- آپس میں جڑے رہو اور نظم کی پابندی کرتے رہو۔

iv- اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچتے رہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ہدایات پر عمل کی توفیق اور آخرت میں فوز و فلاح کی نعمت عطا فرمائے۔ آمین!

سورة النساء

قرآن کریم کو زینت دینے والی سورہ مبارکہ

سورہ نساء کی عظمت کے حوالے سے سنن دارمی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

وَالنِّسَاءُ مُحَبَّبَةٌ... "اور سورہ نساء قرآن حکیم کو سجاوٹ دینے والی ہے۔"

سورہ مبارکہ کے مضامین کا تجزیہ:

آیات ۱-۴۳ اسلام کی معاشرتی ہدایات جن کا ہدف ہے معاشرہ کے ہر

فرد کے مال، جان اور آبرو کا احترام اور تحفظ

آیات ۴۴-۵۷ یہود کے جرائم کا بیان

آیات ۵۸-۱۴۹ اہل ایمان سے خطاب۔ منافقین کی تین کمزوریوں کی مذمت۔ یہ کمزوریاں ہیں:

اطاعتِ رسول ﷺ سے گریز، ہجرت سے پہلو تہی اور اللہ کی راہ میں جنگ سے فرار۔

آیات ۱۵۰-۱۷۶ اہل کتاب کے جرائم اور اہل ایمان کے لیے ہدایات

آیت ۱

مساوات انسانی کی اساسات

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ	اے لوگو! بچو اپنے رب کی نافرمانی سے
الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ	جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے
وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا	اور پیدا فرمایا اُسی سے اُس کا جوڑا

اور پھیلادیے اُن دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں	وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ
اور بچو اُس اللہ کی نافرمانی سے تم باہم مانگتے ہو جس کے نام سے اور بچو قرابت داروں کی حق تلفی سے	وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ
بے شک اللہ تم پر نگران ہے۔	إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱

اس آیت میں تمام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنے کی دو بار تلقین کی گئی۔ یہ حقیقت بھی واضح کی گئی کہ تمام انسان برابر ہیں کیونکہ سب کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور سب کے والدین حضرت آدم اور سیدہ آماں حوّا سلام علیہما ہیں۔ تخلیق کی بنیاد پر کسی انسان کو دوسرے انسان پر کوئی فضیلت حاصل نہیں ہے۔ اس آیت میں تقویٰ کا ایک مظہر یہ بھی بتایا گیا کہ رحمی رشتوں کا پورا ادب و احترام کیا جائے اور اُن کے حقوق کو ملحوظ رکھا جائے۔ البتہ جو لوگ انسانوں کے درمیان رنگ، نسل، زبان، وطن، جنس، پیشہ یا مال و دولت کے اعتبار سے تفریق کرتے ہیں یا قطع رحمی کا ارتکاب کرتے ہیں وہ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ اُن پر نگران ہے اور وہ ضرور اُن سے باز پرس فرمائے گا۔

آیت ۲

یتیم کے مال کی حفاظت کرو

اور دے دو یتیموں کو اُن کے مال	وَاتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ
اور نہ بدلو (اپنی) ردی چیز کو (اُن کی) عمدہ چیز سے	وَلَا تَبَدَّلُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ
اور نہ کھاؤ اُن کے مال اپنے مال سے ملا کر	وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُمْ إِلَىٰ أَمْوَالِكُمْ
بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔	إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝۲

اس آیت میں یتیموں کے اموال کی حفاظت کا حکم ہے۔ ولی کو تاکید کی گئی کہ یتیم کو مال لوٹاتے وقت اُس کا پورا پورا مال لوٹایا جائے اور اُس میں کسی قسم کی خورد برد نہ کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے رڈی مال سے اُن کے اچھے مال کو بدل کر خیانت کی جائے۔ اسی طرح اگر اُن کے مال کو اپنے مال میں شامل کر لیا ہے تو بھی اُن کے مال کا صحیح حساب رکھا جائے اور انہیں مال لوٹاتے ہوئے کوئی کمی نہ کی جائے۔ بلاشبہ یتیم کا مال ناحق کھانا، اُس سے ناجائز فائدہ اٹھانا یا اُس کی حفاظت میں کوتاہی کرنا بہت بڑا جرم ہے۔

آیات ۲۳ تا ۴

بیویوں کے حقوق

اور اگر تم ڈرو کہ عدل نہ کر سکو گے یتیموں کے معاملہ میں	وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ
تو نکاح کر لو اُن سے جو بھلی لگیں تمہیں (دوسری) عورتوں میں سے	فَاَنْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ
دو دو، تین تین اور چار چار	مَثْنَىٰ وَثُلَّةَ وَرُبُعَ ۚ
پھر اگر تم ڈرو کہ عدل نہ کر سکو گے (زیادہ بیویوں کے درمیان)	فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا
تو ایک ہی کافی ہے	فَوَاحِدَةً ۚ
یادہ جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ (یعنی کنیریں)	أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ
یہ زیادہ قریب ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ۔	ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۖ
اور دو بیویوں کو اُن کے مہر خوشی سے	وَأَتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ نِحْلَةً ۖ
پھر اگر وہ پسند کریں تمہارے لیے کوئی چیز اُس میں سے	فَإِنْ طَبَّنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا

اپنے آپ	
تو کھاؤ اُسے بے فکر ہو کر مزے لیتے ہوئے۔	فَكُلُوْهُ هَنِيْئًا مَّرِيْعًا ﴿۴﴾

یہ آیات مبارکہ پانچ ہدایات پر مشتمل ہیں:

- i۔ اگر اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ نکاح کر کے اُن کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی ہوگی تو پھر اُن کے بجائے پسند آنے والی دیگر خواتین سے نکاح کر لیا جائے۔ حضرت عائشہؓ نے اس آیت کی وضاحت میں فرمایا کہ اگر ایک یتیم لڑکی اپنے ولی کی پرورش میں ہو اور ولی کو اُس کا مال اور جمال تو پسند آئے مگر وہ اُسے اتنا مہر دینے پر آمادہ نہ ہو جتنا اُسے دوسرے لوگ دیتے ہیں تو وہ اُس سے نکاح نہ کرے (بخاری)۔
- ii۔ مردوں کو اجازت دی گئی کہ وہ زیادہ سے زیادہ چار عورتوں کو نکاح میں جمع کر سکتے ہیں۔
- iii۔ تاکید کی گئی کہ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں اُن کے درمیان عدل لازم ہے۔ گویا ایک سے زیادہ نکاح کرنا اُسی صورت میں جائز اور مناسب ہے جبکہ شریعت کے مطابق تمام اختیاری امور میں سب بیویوں کے حقوق یکساں طور پر ادا کیے جاسکیں۔
- iv۔ مہر بیویوں کا حق ہے نہ کہ اُن کے سرپرستوں کا۔ لہذا مہر بیویوں کو دو اور پوری خوشی اور رضامندی کے ساتھ دو۔
- v۔ بیویوں پر دباؤ ڈال کر اُن سے مہر معاف کر لینا جائز نہیں۔ اگر وہ خوشدلی سے کل مہر یا اُس کا کوئی حصہ چھوڑ دیں تو اب اُس سے استفادہ جائز ہے۔ اس حوالے سے ضروری ہے کہ مہر کی رقم بیوی کے حوالہ کر دی جائے۔ اس کے بعد وہ اپنی خوشی سے بغیر کسی دباؤ کے واپس کر دے تو یہی اُس کی خوشدلی کا ثبوت ہے۔

آیات ۶ تا ۱۵

یتیموں کو اُن کا مال لوٹانے کے بارے میں ہدایات

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَمًا	اور نہ دونا سمجھ یتیموں کو اپنے وہ مال جسے بنایا ہے اللہ نے تمہارے لیے گزران کا ذریعہ
وَأَرْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ	اور کھلاؤ اُنہیں اُس مال میں سے اور پہناؤ اُنہیں
وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝	اور کہو اُن سے اچھی بات۔
وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ	اور آزماتے رہو یتیموں کو
حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ	یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو
فَإِنْ أَنْسَلْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا	پھر اگر تم پاؤ اُن میں سمجھ بوجھ
فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ ۚ	تو لوٹا دو اُنہیں اُن کے مال
وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا ۚ	اور نہ کھاؤ اُن کے مال زیادہ خرچ کرتے ہوئے اور جلدی جلدی کہ وہ بڑے ہو رہے ہیں
وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ	اور جو ولی مالدار ہے تو اُسے چاہیے کہ بچتا رہے
وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا	اور جو ولی محتاج ہے
فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ ۚ	تو اُسے چاہیے کہ وہ کھائے دستور کے مطابق
فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ	پھر جب تم لوٹاؤ اُن کی طرف اُن کے مال

فَاَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ ط	تو گواہ بناؤ اُن پر
وَكَفَى بِاللّٰهِ حَسِيبًا ①	اور کافی ہے اللہ حساب لینے والا۔

ان آیات میں مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں ہیں:

- i۔ مال پورے معاشرے کے لیے سرمایہ زندگی ہے اور اس کی حفاظت لازمی ہے۔ لہذا یتیم جب تک سمجھ دار نہ ہو جائے، اُس کا مال اُس کے حوالے نہ کیا جائے ورنہ وہ مال کو ضائع کر دے گا۔
- ii۔ مال کو اپنی حفاظت میں رکھ کر بقدر ضرورت یتیموں کی ضروریات پوری کرنے پر خرچ کیا جائے۔ اگر وہ مال کو اپنے قبضہ میں لینے کا مطالبہ کریں تو اُن کو نرمی سے معقول بات کہہ کر سمجھا دیا جائے کہ مال تمہارا ہی ہے، تم ذرا ہوشیار ہو جاؤ تو لے لینا۔
- iii۔ خرید و فروخت کے چھوٹے چھوٹے معاملات کے ذریعہ یتیموں کی سمجھ کا امتحان لیا جاتا ہے۔ جب وہ بالغ ہو جائیں اور محسوس ہو کہ اُن میں سمجھ بوجھ آگئی ہے تو اُن کے مال اُن کے سپرد کر دیے جائیں۔
- iv۔ یتیم کے مال کی حفاظت کا معاوضہ نہیں لینا چاہیے۔ البتہ اگر کوئی تنگدست ہو تو مناسب حد تک متعین، اعلانیہ اور پورا حساب رکھتے ہوئے لے سکتا ہے۔ البتہ اس خیال سے کہ یہ بالغ ہو جائے گا تو اسے مال دینا پڑے گا نہ ضرورت سے زائد خرچ کیا جائے اور نہ ہی جلدی جلدی خرچ کیا جائے۔
- v۔ جب یتیم سمجھ دار ہو جائے تو گواہوں کی موجودگی میں اُس کا مال اُس کے حوالے کر دیا جائے۔
- vi۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہے کہ اصل حساب اللہ نے لینا ہے، لہذا مال کے حساب میں پوری احتیاط برتی جائے۔

آیات ۷ تا ۸

وراثت کی تقسیم کے حوالے سے ہدایات

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ	مردوں کے لیے حصہ ہے اُس میں سے جو چھوڑ گئے ماں
---	--

الْأَقْرَبُونَ ^ص	باپ اور زیادہ قریبی رشتہ دار
وَالنِّسَاءَ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ	اور عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اُس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور زیادہ قریبی رشتہ دار
مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ	ترکہ میں سے (خواہ) تھوڑا ہو اترکہ یا زیادہ ہوا
نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ^٦	مقرر کردہ حصہ ہے۔
وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْبَةَ	اور جب حاضر ہوں (وراثت کی) تقسیم کے وقت
أُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ	قربت دار اور یتیم اور محتاج
فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ	تو دو انہیں ترکہ میں سے
وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ^٨	اور کہو ان سے بھلی بات۔

ان آیات میں وراثت کی تقسیم کے حوالے سے مندرجہ ذیل ہدایات دی گئیں:

- i- واضح طور حکم دیا گیا کہ میراث میں صرف مردوں ہی کا نہیں بلکہ عورتوں کا بھی حصہ ہے۔
- ii- میراث بہر حال تقسیم ہونی چاہیے خواہ وہ کتنی ہی کم ہو۔
- iii- آیت میں "اقرب" یعنی قریب تر رشتہ دار کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ قریب تر رشتہ دار کی موجودگی میں بعید تر رشتہ دار میراث نہ پائے گا۔
- iv- میراث میں مختلف وارثوں کے حصے اللہ تعالیٰ کی جانب سے طے شدہ ہیں اور ان میں کسی کو اپنی رائے اور قیاس سے کمی بیشی کا کوئی حق نہیں۔

V- میت کے رشتہ داروں میں کچھ ایسے بھی وراثت کی تقسیم کے وقت موجود ہوتے ہیں جن کو ضابطہ شرعی کے تحت حصہ نہیں ملتا۔ اُن میں سے کچھ یتیم اور حاجت مند بھی ہو سکتے ہیں۔ ہدایت دی گئی کہ وہ شرعی ورثاء جو بالغ اور موجود ہوں، باہمی رضامندی سے اُن کی دلجوئی کے لیے اپنے حصوں میں سے اُنہیں بھی کچھ دے دیں۔ اُن سے گفتگو میں نرمی اختیار کریں تاکہ کسی کی دل شکنی نہ ہو۔

آیات ۱۰ تا ۱۹

یتیم کا مال ناحق کھانے والے اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعْفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ	اور چاہیے کہ ڈریں لوگ کہ اگر وہ چھوڑ مریں اپنے پیچھے کمزور اولاد تو وہ کتنے فکر مند ہوتے اُن کے بارے میں
فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ	پس اُنہیں چاہیے کہ بچیں اللہ کی نافرمانی سے
وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۙ	اور چاہیے کہ کہیں سیدھی بات۔
إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا	بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کا مال ناحق
إِنْسًا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا	بے شک وہ تو بھرتے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ
وَسَيَصْلُونَ سَعِيرًا ۙ	اور وہ عنقریب داخل ہوں گے بھڑکتی ہوئی آگ میں۔

بَیِّنَاتٍ

ان آیات میں جھنجھوڑنے کے انداز میں یتیم کے حقوق ادا کرنے کی تلقین کی گئی۔ ارشاد ہوا کہ یتیم کے ولی کو سوچنا چاہیے کہ اگر وہ اس حال میں مر جائے کہ پیچھے چھوٹی چھوٹی اولاد چھوڑ رہا ہو تو وہ ضرور چاہے گا کہ اُس کے بچوں سے بہتر سلوک کیا جائے۔ اسی طرح اُسے چاہیے کہ یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے یتیم کا دل ٹوٹ جائے۔ یتیم کا مال ناحق کھانے والے درحقیقت اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور روز قیامت جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے۔ آپ ﷺ

نے شبِ معراج چند لوگوں کو دیکھا جن کے لب اونٹوں جیسے تھے اور ایک فرشتہ اُن کے لب کھول کر منہ میں آگ کے انگارے ڈالتا تو وہ اُن کے نیچے سے نکل جاتے۔ وہ درد کے مارے چیختے چلاتے۔ پھر فرشتہ اور انگارے اُن کے منہ میں ڈال دیتا اور اُنہیں مسلسل یہ عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت جبریلؑ سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ناحق کھایا کرتے تھے۔

آیت ۱۱

اولاد اور والدین کا میراث میں حصہ

یُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ	وصیت فرماتا ہے تمہیں اللہ تمہاری اولادوں کے بارے میں
لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ ۚ	بیٹے کے لیے ہے حصہ دو بیٹیوں کے حصہ کے برابر
فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ	پھر اگر ہوں صرف بیٹیاں دو سے زائد
فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ	تو اُن کے لیے دو تہائی ہے اُس کا جو میت نے چھوڑا
وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً	اور اگر ہو ایک ہی بیٹی
فَلَهَا النِّصْفُ ۖ	تو اُس کے لیے ہے نصف ترکہ
وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا	اور میت کے ماں باپ کے لیے یعنی ہر ایک کے لیے اُن دونوں میں سے
الْسُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ	چھٹا حصہ ہے اُس میں سے جو میت نے چھوڑا
إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ ۚ	اگر میت کی اولاد ہے

فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ	اور اگر نہیں ہے اُس کی کوئی اولاد
وَوَرِثَهُ آبَاؤُهُ	اور وارث ہوئے اُس کے لیے اُس کے ماں باپ
فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ	تو اُس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے
فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ	اور اگر اُس کے کئی بھائی ہیں
فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ	تو اُس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِ يَوْصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ	پورا کرنے کے بعد وہ وصیت، مرنے والا کر گیا ہے جسے یا ادا کرنے کے بعد قرض
أَبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ	تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے ہیں
لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۖ	تم نہیں جانتے کہ کون اُن میں سے زیادہ قریب ہے تمہیں نفع پہنچانے میں
فَرِيشَةً مِّنَ اللَّهِ	یہ حصے مقرر ہیں اللہ کی طرف سے
إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝	بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اصولی طور پر مختلف صورتوں میں اولاد اور والدین کے میراث میں حصوں کا تناسب بیان فرمایا ہے۔ وراثت کے تفصیلی احکامات فقہ کی کتابوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ البتہ حصے مقرر کرنے کے بعد فرمایا کہ میراث میں اولاد اور والدین کے یہ حصے اللہ تعالیٰ نے خود مقرر کر دیے ہیں۔ اگر اسے انسان پر چھوڑ دیا جاتا تو وہ مشکل میں مبتلا ہو جاتا کہ والدین کو کتنا دے اور اولاد کو کتنا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حصے مقرر فرمائے ہیں اُن میں بڑی حکمتیں ہیں اور سب کی مصلحتوں کا لحاظ ہے۔ ان حصوں

میں کسی کو رائے زنی یا کمی بیشی کا کوئی حق نہیں۔ یہ جواب ہے اُن سب نادان منکرین سنت کو جو میراث کے خدائی قانون کو نہیں سمجھتے اور اپنی ناقص عقل سے اُس کسر کو پورا کرنا چاہتے ہیں جو اُن کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون میں رہ گئی ہے۔

آیت ۱۲

شوہر، بیوی اور کلالہ کے بہن بھائیوں کا وراثت میں حصہ

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ	اور تمہارے لیے نصف ہے اُس میں سے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں
إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ ج	اگر نہ ہو اُن کی اولاد
فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ	پھر اگر ہو اُن کی اولاد
فَلَكُمْ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَنَّ	تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اُس میں سے جو وہ چھوڑ جائیں
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِ يُوْصِيْنَ بِهَا أَوْ دِيْنٌ ط	پورا کرنے کے بعد اُس وصیت کو، وہ کر گئیں ہیں جسے یا ادا کرنے کے بعد قرض
وَلَهُنَّ الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ	اور اُن کے لیے چوتھا حصہ ہے اُس میں سے جو تم چھوڑو
إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ	اگر نہ ہو تمہاری اولاد
فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ	پھر اگر ہو تمہاری اولاد
فَلَهُنَّ النُّشْنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ	تو اُن کے لیے آٹھواں حصہ ہے اُس میں سے جو تم چھوڑ جاؤ
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّتِ تُوْصَوْنَ بِهَا أَوْ دِيْنٌ ط	پورا کرنے کے بعد وہ وصیت، تم کر گئے ہو جو یا ادا کرنے کے بعد قرض

وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً	اور اگر ہے کوئی مرد، جس کی میراث تقسیم کرنی ہے، کلالہ
أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتُ	یا ایسی عورت ہو اور اُس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو
فَلِكُلٍّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ	تو ہر ایک کے لیے اُن دونوں میں سے چھٹا حصہ ہے
فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ	پھر اگر وہ ہوں زیادہ اس سے
فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ	تو وہ سب شریک ہوں گے ایک تہائی حصے میں
مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ	پورا کرنے کے بعد وہ وصیت، کی گئی ہے جو یاد ادا کرنے کے بعد قرض
غَيْرِ مُضَارٍّ ۚ	بغیر کسی کو نقصان پہنچائے ہوئے
وَصِيَّةٌ مِّنَ اللَّهِ ۖ	یہ وصیت ہے اللہ کی طرف سے
وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝۱۲	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑے تحمل والا ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے میراث میں شوہر اور بیوی کے حصے بیان فرمائے ہیں۔ اسی طرح اگر میت کے والدین یا اولاد نہ ہو تو ایسے شخص کو کلالہ کہا جاتا ہے۔ کلالہ کی وراثت اُس کے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوگی۔ ماں شریک بہن بھائیوں کے حصہ کی وضاحت اس آیت میں کر دی گئی۔ حقیقی اور باپ شریک بہن بھائیوں کے حصہ کی تفصیل اسی سورہ مبارکہ کی آخری آیت میں بیان کی گئی ہے۔ مزید تفصیلات احکامات فقہ کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ آیت کے آخر میں ارشاد ہوا کہ وصیت یا قرض کے ذریعہ وارثوں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔ قرض یا وصیت کے ذریعہ نقصان پہنچانے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، مثلاً:

i. قرض کا جھوٹا قرار کرنا تاکہ کسی دوست وغیرہ کو میراث میں سے مال دلایا جاسکے۔

ii. کسی شخص پر قرض ہو اور وہ وصول نہ ہوا ہو، لیکن جھوٹ بولتے ہوئے یہ کہہ دیا جائے کہ اس سے قرض وصول ہو گیا، تاکہ وارثوں کو نہ مل سکے۔

iii. اپنے ذاتی مال کے بارے میں یہ ظاہر کرنا کہ فلاں شخص کی امانت ہے، تاکہ اُس میں میراث نہ چلے۔

iv. ایک تہائی سے زائد مال کی وصیت کرنا۔

v. مرض الوفا میں ایک تہائی سے زیادہ کسی کو ہبہ کر دینا۔

وصیت کرنے یا قرض کے حوالے سے جھوٹ بول کر وارثوں کو محروم کرنے کا ارادہ ہونا اور اس ارادہ پر عمل کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ہر مورث جو دنیا سے جا رہا ہے، اُسے زندگی کے آخری لمحات میں اس طرح کے جرم سے بچنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ علیم ہے یعنی وہ خوب جاننے والا ہے کہ کس نے کہاں اُس کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ البتہ وہ حلیم یعنی بڑے تحمل والا بھی ہے یعنی ممکن ہے دنیا میں پکڑ نہ کرے لیکن آخرت میں نافرمانوں کی پکڑ کرے گا اور مجرموں کو سزا دے گا۔

آیات ۱۳ تا ۱۴

حدود اللہ کی اہمیت

تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ	یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں
وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	اور جس نے اطاعت کی اللہ اور اُس کے رسول کی
يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ	اللہ داخل فرمائے گا اُسے اُن باغات میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں
خَالِدِينَ فِيهَا ط	وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں اُن میں
وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٣﴾	اور یہ ہے شاندار کامیابی۔

وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ	اور جس نے نافرمانی کی اللہ اور اُس کے رسول کی
وَيَتَعَدَّ حُدُودَهُ	اور تجاوز کیا اللہ کی مقرر کردہ حدود سے
يُدْخِلْهُ نَارًا	اللہ داخل کرے گا اُسے آگ میں
خَالِدًا فِيهَا	وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اُس میں
وَلَهُ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝	اور اُس کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔

ان آیات میں احکاماتِ خداوندی اور خاص طور پر شرعی احکاماتِ وراثت کو حدود اللہ قرار دیا گیا۔ جو بھی ان حدود کی پاسداری کرے گا وہ ہمیشہ ہمیش کی جنت کا حق دار ہوگا۔ اس کے برعکس جو شخص ان حدود کو پامال کرے گا ہمیشہ ہمیش کے لیے جہنم کے ذلت آمیز عذاب سے دوچار ہوگا۔ یہ دھمکی ہے اُن مجرموں کے لیے جو اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے قانونِ وراثت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ عورتوں کو میراث سے محروم رکھنا، صرف بڑے بیٹے کو میراث کا مستحق ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے قانونِ میراث کے بجائے انسانوں کے بنائے ہوئے قانون کے تحت میراث تقسیم کرنا وغیرہ دراصل اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف بغاوت ہے۔ اس بغاوت کا روزِ قیامت برا نتیجہ نکلے گا۔ وقتی لذتوں کے بدلہ میں بڑی ذلت کے ساتھ دائمی عذاب کا مزہ چکھنا ہوگا۔

آیات ۱۶ تا ۱۵

بدکاری کی سزا

وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَائِكُمْ	اور جو ارتکاب کریں بدکاری کا تمہاری عورتوں میں سے
فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةً مِّنْكُمْ	تو گواہ ٹھہراؤ اُن پر چار مرد مسلمانوں میں سے
فَإِنْ شَهِدُوا	پھر اگر وہ گواہی دیں

فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ	تورو کے رکھو انہیں گھروں میں
حَتَّىٰ يَتَوَفَّيَهُنَّ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ اٹھالے انہیں موت
أَوْ يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ⑤	یا طے فرمادے اللہ اُن کے لیے کوئی اور راستہ۔
وَالَّذِينَ يَأْتِيْنَهَا مِنْكُمْ	اور جو دو باہم ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے
فَاذْهُبَا ⑥	تو اذیت دو اُن دونوں کو
فَإِنْ تَابَا وَأَصْلَحَا	پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کریں
فَاعْرِضْهُمَا ⑦	تو اعراض کرو اُن سے
إِنَّ اللَّهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ⑧	بے شک اللہ توبہ قبول فرمانے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

ان آیات میں کھلی بے حیائی کرنے والوں کے لیے سزاؤں کا ذکر ہے۔ اگر مسلمان عورت کسی غیر مسلم سے بدکاری کی مرتکب ہو اور چار مرد اس جرم کے گواہ ہوں تو اُسے تاحیات گھر میں قید کر دیا جائے الا یہ کہ شریعت میں اُس کے لیے کوئی اور حکم آجائے۔ بعد میں وہ حکم آگیا جس کا اللہ تعالیٰ نے آیت ۱۵ میں وعدہ فرمایا تھا یعنی شادی شدہ کے حق میں زنا کی حد اُس کو سنگسار کرنا اور غیر شادی شدہ کے لئے اُس کو ایک سو کوڑے مارنا۔ اس حکم کے ساتھ ہی گھر میں قید کرنے والا حکم منسوخ ہو گیا۔ آیت ۱۶ میں ارشاد ہوا کہ اگر مسلمان مرد اور عورت باہم بدکاری کریں یا دونوں مسلمان باہم ہم جنس پرستی کا جرم کریں تو اُن کو بھی تکلیف دہ سزا دو یہاں تک کہ وہ توبہ کر لیں۔ یہ حکم بھی اُس وقت منسوخ ہو گیا جب زنا کی مذکورہ بالا حد نازل کر دی گئی۔ باہم ہم جنس پرستی کے لیے کسی معین حد کے مقرر کرنے میں توفقیہاء کا اختلاف ہے۔ تاہم اس کے لئے شدید سے شدید سزائیں منقول ہیں مثلاً آگ میں جلا دینا، دیوار گرا کر کچل دینا، اونچی جگہ سے پھینک کر سنگسار کر دینا، تلوار سے قتل کر دینا وغیرہ۔

آیات ۷ تا ۱۸

توبہ کس کی قبول ہوتی ہے اور کس کی نہیں؟

اِنَّهَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ	بے شک توبہ قبول کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے
لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْءَ بِجَهَالَةٍۢ	اُن کے لیے جو کرتے ہیں برائی نا سمجھی میں
ثُمَّ يَتُوبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ	پھر وہ توبہ کر لیں جلد ہی
فَاُولٰٓئِكَ يَتُوبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ط	تو یہ لوگ ہیں کہ توبہ قبول فرماتا ہے اللہ ان کی
وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝۱۷	اور اللہ سب کچھ جاننے والا، کمالِ حکمت والا ہے۔
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّئَاتِ ج	اور نہیں ہے توبہ اُن کے لیے جو کیے جاتے ہیں برائیاں
حَتّٰى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ	یہاں تک کہ جب آجائے اُن میں سے کسی کو موت
قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ اِلٰنَّ	وہ کہے کہ بے شک میں توبہ کرتا ہوں اب
وَالَّذِيْنَ يَمُوتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ط	اور نہ ہی اُن کے لیے توبہ ہے جو مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کافر ہوں
اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝۱۸	یہ لوگ ہیں ہم نے تیار کیا ہے جن کے لیے دردناک عذاب۔

آیت ۷۱ میں بشارت دی گئی کہ اگر کوئی انسان نادانی اور جہالت میں گناہ کرے اور پھر گناہ کا احساس ہوتے ہی فوراً سچی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ جہالت سے مراد یہ ہے کہ گناہ کے انجام سے وقتی طور پر غفلت ہو جائے۔ سچی توبہ کی شرائط حسب ذیل ہیں:

i- گناہ پر حقیقی ندامت اور افسوس ہو۔

ii- آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کیا جائے۔

iii- گناہ کو عملاً ترک کر دیا جائے۔

iv- کسی بندے کے ساتھ زیادتی کی صورت میں اُس کا حق لوٹایا جائے یا اُس سے معاف کرایا جائے۔ کوئی فرض یا واجب چھوڑ دیا ہو تو اُسے ادا کرے۔ مثلاً زکوٰۃ ادا نہیں کی تو حساب لگا کر ادا کی جائے۔ فرض روزے نہیں رکھے تو اُن کی قضا کا اہتمام کرے۔

آیت ۱۸ میں فرمایا کہ ایسے شخص کی توبہ ہر گز قبول نہ ہوگی جو گناہ پر گناہ کرتا رہے اور عین اُس وقت توبہ کرے جب موت کی سختی آجائے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ اُس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک اُس پر موت کا غرہ طاری نہ ہو جائے (ترمذی)۔ مزید ارشاد ہوا کہ اُس شخص کی توبہ بھی قبول نہ ہوگی جو حالت کفر میں موت سے دوچار ہو جائے۔ اِن بد نصیبوں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیات ۲۱ تا ۲۹

خواتین کے ساتھ ظلم کی ممانعت

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا
حلال نہیں ہے تمہارے لیے کہ تم وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی	لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا ط

اور نہ ہی روکے رکھو انہیں تاکہ تم لے سکو اُس میں سے کچھ جو تم نے دیا ہے انہیں	وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْنَهُنَّ
سوائے اس کے کہ وہ ارتکاب کریں کھلی بے حیائی کا	إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ
اور برتاؤ کرو ان کے ساتھ بھلے طریقے پر	وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۚ
پھر اگر تم ناپسند کرتے ہو انہیں	فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ
تو ممکن ہے کہ تم ناپسند کرتے ہو کسی چیز کو	فَعَلَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا
اور رکھ دی ہو اللہ نے اُس میں کوئی بڑی بھلائی۔	وَيَجْعَلِ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝۱۹
اور اگر تم چاہو بدلنا ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی	وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۚ
اور تم دے چکے ہو ان میں سے کسی ایک کو ڈھیروں مال	وَأْتَيْتُمُ احْدَهُنَّ قِنطَارًا
تو نہ لو اُس میں کچھ بھی	فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۖ
کیا تم لوگ وہ مال بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے۔	أَتَأْخُذُونََهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ۝۲۰
اور کیسے تم لوگ اُسے	وَكَيْفَ تَأْخُذُونَهُ
جبکہ بے حجاب ہو چکا ہے تم میں سے ایک دوسرے کے ساتھ	وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ
اور وہ لے چکی ہیں تم سے ایک پختہ عہد۔	وَآخُذَنَ مِنْكُمْ مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝۲۱

ان آیات میں خواتین کے مندرجہ ذیل حقوق بیان کیے گئے:

- i- کسی عورت کو اُس کی مرضی کے بغیر زبردستی گھر میں قید نہ کیا جائے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ سوتیلی ماں کو گھر سے جانے نہ دینا تاکہ اُسے ملنے والا وراثت کا مال گھر سے نکل نہ جائے۔ بہن یا بیٹی کا نکاح نہ کرنا تاکہ اُس کی ملکیت کا مال گھر سے نہ نکل جائے۔ بیوی کو اُس کی علیحدگی کی خواہش کے باوجود طلاق نہ دینا کیونکہ وہ اپنی ملکیت کا مال لے کر چلی جائے گی۔ کسی خاتون سے زبردستی نکاح کر لینا تاکہ اُس کے مال پر قبضہ کر لیا جائے وغیرہ۔
- ii- کوئی عورت کھلی بے حیائی یعنی زنا کا ارتکاب کرے تو پھر اُسے زبردستی گھر میں محصور کیا جاسکتا ہے یا شوہر ایسی عورت سے دیا ہوا مال لے سکتا ہے۔ حد زنا آنے کے بعد یہ حکم بھی منسوخ ہو گیا۔
- iii- بیویوں سے حسن سلوک کیا جائے۔ اگر وہ آج تمہیں ناپسند ہیں تو ممکن ہے کہ کل اُن کا کوئی خیر ظاہر ہو جائے۔
- iv- اگر بیوی کو طلاق دی جا رہی ہو تو جو بھی مہر یا تحائف اُسے دیے ہیں اُن میں سے کوئی شے اُس سے واپس نہ لی جائے۔

آیت ۲۲

سوتیلی ماں سے نکاح کی ممانعت

اور نہ نکاح کرو اُن سے جن سے نکاح کیا تھا تمہارے باپ نے عورتوں میں سے سوائے اُس کے جو گزر چکا	وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط
بے شک وہ بڑی بے حیائی اور سخت بیزار کرنے والی بات ہے	إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا ط
اور برابر راستہ ہے۔	وَسَاءَ سَبِيلًا ع

ع ۱۳

اس آیت میں آگاہ کیا گیا کہ تمہاری سوتیلی مائیں بھی ماں ہی کے مقام پر ہیں۔ اُن سے زبردستی نکاح کرنا انتہائی شرمناک اور قابل مذمت حرکت ہے۔ البتہ جو نکاح اس حکم کے آنے سے پہلے ہو چکا ہو وہ کالعدم قرار نہیں دیا جائے گا۔ اُس سے پیدا شدہ اولاد قانونی وارث تصور ہوگی۔ البتہ اس حکم کے بعد سوتیلی ماں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

آیت ۲۳

کن خواتین سے نکاح حرام ہے

حرام کردی گئیں تم پر تمہاری مائیں	حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ
اور تمہاری بیٹیاں	وَبَنَاتُكُمْ
اور تمہاری بہنیں	وَأَخَوَاتُكُمْ
اور تمہاری پھوپھیاں	وَعَمَّتُكُمْ
اور تمہاری خالائیں	وَخَالَاتُكُمْ
اور تمہاری بھتیجیاں	وَبَنَاتُ الْأَخِ
اور تمہاری بھانجیاں	وَبَنَاتُ الْأُخْتِ
اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے دودھ پلایا ہے تمہیں	وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ
اور تمہاری بہنیں جو دودھ شریک ہیں	وَأَخَوَاتُكُم مِّنَ الرَّضَاعَةِ
اور مائیں تمہاری بیویوں کی	وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ
اور تمہاری زیر تربیت لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں	وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ
تمہاری اُن بیویوں سے تم مقاربت کر چکے ہو جن سے	مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ
پھر اگر تم نے مقاربت نہیں کی اُن سے	فَإِنْ لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	تو کوئی گناہ نہیں ہے تم پر
وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ	اور بیویاں تمہارے اُن بیٹوں کی جو تمہاری نسل سے ہیں
وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ	اور یہ کہ تم جمع کر دو بہنوں کو ایک ساتھ
إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ط	سوائے اُس کے جو گزر چکا
إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۲۳	بے شک اللہ بہت بخشنے والا، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں بارہ ابدی محرم خواتین (جن سے کبھی بھی نکاح نہیں ہو سکتا اور ایک عارضی محرم خاتون (جن سے وقتی طور پر نکاح نہیں ہو سکتا) کی فہرست دی گئی ہے۔ ابدی محرم خواتین میں ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، خوشدامن، سوتیلی بیٹی (جس کی والدہ سے تعلق قائم کیا جا چکا ہو) اور بہوشامل ہیں۔ مزید تفصیلات کتب فقہ میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ عارضی محرم خاتون بیوی کی بہن ہے یعنی دو بہنوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا حرام ہے۔ اگر ایک خاتون کو طلاق دے دی جائے یا اُس کا انتقال ہو جائے تو پھر اُس کی بہن سے نکاح ہو سکتا ہے۔ حدیث نبوی ﷺ میں بیوی کی بہن کے علاوہ اُس کی پھوپھی، بھتیجی، خالہ اور بھانجی سے بھی نکاح کی ممانعت آئی ہے۔
